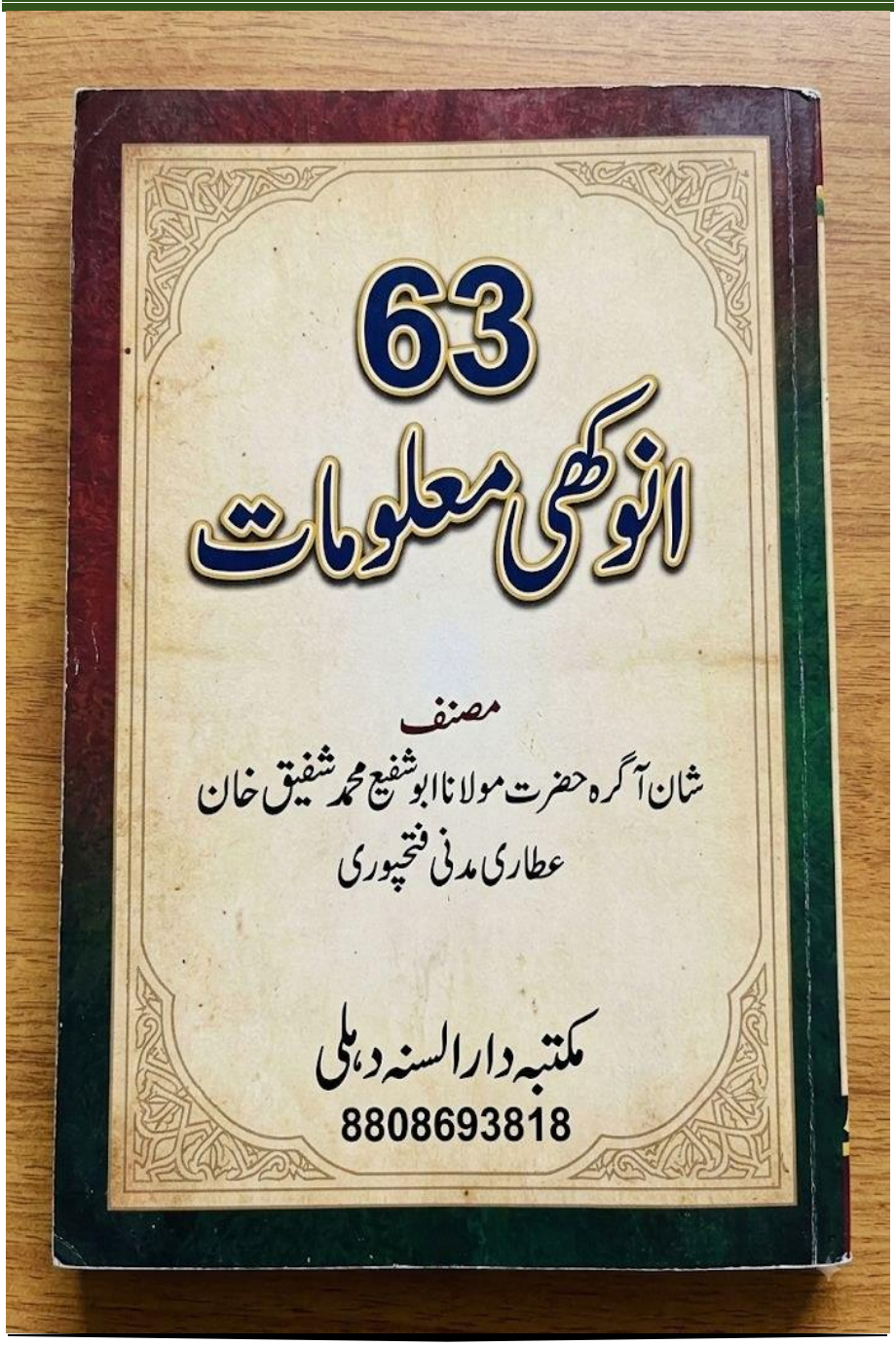
63
انوکھی معلومات
مصنف
شان آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان
عطاری مدنی فتحپوری
مکتبہ دار السنہ دہلی
8808693818

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْف

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْق اَمَّا بَعْد

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

دلچسپ اور نایاب معلومات پر مشتمل کتاب بنام:

63انوکھی معلومات

آپ اس کتاب میں پڑھ سکیں گے:

☆...اللہ کے کل نام کتنے ہیں؟

☆...اسم محمد اسم اللہ کا مظہر ہے

☆...تمام چیزوں میں اسم محمد

☆...طواف کی ابتدا کیسے اور کیوں ہوئی؟

☆...پرندوں سے چھ سبق

☆...عقلمند کون؟

☆...تصوف کیا ہے؟

☆...نماز کون نہیں پڑھتا؟

☆...علم تکسیر اور اعلی حضرت

☆...لوگوں کو پرکھنے کے فارمولے

☆...اللہ کو اللہ کیوں کہتے ہیں؟

☆...اعلی حضرت نے کمال کر دیا

☆...اعلی حضرت کے شعر پر پانچ سوال

☆...اسلام کس لئے آیا؟

☆...کامیابی کیسے ملے گی؟

☆...قبلہ ایک نہیں بلکہ کئی ہیں

☆...زندگی کی تین قسمیں

☆...حقوق خود بخود ادا ہو گئے

☆...تین فطری قوانین

☆...استاد کیا چاہتا ہے؟

مصنف

شانِ آگرہ، خلیفۂ انوارِ ملت و نعمانِ ملت حضرت مولانا ابو شفیع

محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

مکتبہ دار السنہ دہلی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتبہ دار السنہ کی جانب سے پیش ہے

دلچسپ اور نایاب معلومات پر مشتمل کتاب بنام:

63انوکھی معلومات

1448ہجری 2026عیسوی

Page: MRP:

MAKTABA DARUSSUNNA

Near Faizan e Madina, Block F 1, Tajnagri 2,

Tajganj Agra 282001

CONTACT NUMBER: +91 8808693818

نوٹ: میں اپنے جملہ قارئین سے التجا کرتا ہوں کہ اس کتاب کی کمپوزنگ سے لے کر تصحیح تک کے سارے مراحل بنظرِ غائر طے کئے گئے ہیں لیکن بتقاضائے بشریت غلطی کا امکان موجود ہے لہذا جو بھی اس کتاب کی اغلاط سے مطلع ہو وہ اس mail id پر ضرور اطلاع فرمائیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

EMAIL: SHAFIQMADANI26@GMAIL.COM

دعائے خیر کا طالب:

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

فہرست

مصنف کا تعارف 9

نام ونسبت 9

دینی ماحول سے وابستگی 9

آغازِ تدریس وتصنیف 10

خلافت واجازت 10

خدمتِ دین 11

(1)درود وسلام پڑھنے کی فضیلت 12

(2)اللہ کے کل نام کتنے ہیں؟ 18

(3)اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ 18

(4)واحد اور احد 20

(5)حُرُوفِ تَہَجّی اور شانِ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم 21

(6)اسم محمد اسم اللہ کا مظہر ہے 25

(7)اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کمال کر دیا 31

(8)حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں 32

(9)آسمان میں احمد زمین میں محمد.....39

(10)تمام چیزوں میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام.....40

(11)خلیل اور حبیب میں فرق.....43

(12)کلیم اور حبیب میں فرق.....44

(13)روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق.....45

(14)صفی اللہ اور حبیب اللہ میں فرق.....46

(15)اعلی حضرت کے شعر پر 5 سوال.....47

(16)خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان.....54

(17)اپنے حال پر خوش رہیں.....55

(18)اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم کے ثمرات.....58

(19)کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات.....58

(20)طواف کی ابتِداء کیسے ہوئی؟.....59

(21)والدین کی عظمت پر مختصر کلام.....60

(22)اولیائے کرام کا تذکرہ ہونے کی وجہ.....66

(23)اسلام کس لئے آیا؟.....70

(24)دوبارہ آنے کا عمل 72

(25)چھپکلی کو مارنے کا ثواب 73

(26)پرندوں سے چھ سبق 73

(27)شریعت، طریقت اور معرفت کیسے بنتی ہے؟ 75

(28)ایمان، اسلام اور احسان کسے کہتے ہیں؟ 75

(29)بُردباری ہر درد کا علاج ہے 77

(30)تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج 77

(31)کامیابی کیسے ملے گی؟ 78

(32)عقل مند کون؟ 79

(33)دل کی سختی کا سبب 79

(34)قبلہ ایک نہیں بلکہ کئی ہیں 79

(35)بھوک کے دس فوائد 81

(36)شکم سیری کی چھ آفتیں 81

(37)تصوف کیا ہے؟ 82

(38)زندگی کی تین قسمیں ہیں 86

(39)علم وحکمت کی باتیں نہ سیکھنے کا وبال 87

(40)نیک لوگوں کی پانچ نشانیاں 87

(41)تہتر فرقے 89

(42)نفس کی تین خرابی 89

(43)چاند پر جانے کا ثبوت قرآن سے 91

(44)پتھر پر لکھی ہوئی عبارت 93

(45)گھر، گھوڑے اور عورت کی نحوست 93

(46)کامیابی کیا ہے؟ 94

(47)نماز کون نہیں پڑھتا؟ 94

(48)حقوق خود بخود ادا ہو گئے 94

(49)تین عادتیں 95

(50)حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں 96

(51)عورت کیا تھی اور اب کیا ہے؟ 97

(52)چار چیزیں چار کی محتاج ہیں 99

(53)بچوں کی پہچان کا طریقہ قرآن سے 99

(54)لقمانِ حکیم 102

(55)ساگ اصل میں کیا تھا؟ 103

(56)قرآن عظیم دولت ہے 104

(57)ہر ضرورت وحاجت پوری ہو 105

(58)الف لیلٰی کی حقیقت 106

(59)تین فطری قوانین 107

(60)لوگوں کو پرکھنے کے اسلوب 108

(61)طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں 111

(62)تاریخِ حکمرانانِ ھندوستان 111

(63)استاد کیا چاہتا ہے؟ 115

مصنف کی کتابوں کا تعارف 118

مصنف کا تعارف

نام ونسبت

نام محمد شفیق خان، والد کا نام محمد شریف خان ہے، سلسلۂ قادریہ رضویہ عطاریہ میں شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ سے 2004ء میں بیعت ہونے کی وجہ سے اپنے نام کے ساتھ عطاری لکھتے ہیں، آپ کی ولادت قصبہ لَلَوْلی ضلع فتح پور ہنسوا صوبہ یوپی ہند میں ہوئی، آپ کی تاریخِ پیدائش 10 جون 1986ء ہے۔

دینی ماحول سے وابستگی

موصوف نے ابتداءً ہندی انگلش کی تعلیم حاصل کر کے سن 2000ء میں AC کا کام سیکھنے اور کرنے کے لئے بمبئی چلے گئے تھے اور وہاں پر 4 سال قیام کیا پھر 2004ء میں اپنے وطن لوٹے، اور وطن میں ہی دعوتِ اسلامی کا دینی ماحول ملا، دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد مختلف کورسز کئے اور 2006ء میں اپنے ہی علاقہ کے دار العلوم بنام جامعہ عربیہ گلشنِ معصوم قصبہ للولی میں قاری اقبال احمد عطاری سے قرآنِ پاک ناظرہ اور حضرت مولانا عتیق الرحمٰن مصباحی سے درسِ نظامی کے درجۂ اولی اور کچھ درجۂ ثانیہ کی کتابیں پڑھیں، اس کے بعد مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے چریاکوٹ ضلع مؤ تشریف لے گئے اور وہاں درجۂ ثانیہ مکمل کرنے کے بعد اہلسنت کے عظیم علمی ادارے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ میں مطلوبہ درجۂ ثالثہ کا ٹیسٹ دیا اور بفضلہ تعالی کامیاب ہونے کے بعد درجۂ ثالثہ وہیں پڑھی، پھر

درجۂ رابعہ دار العلوم غوثیہ (جو ضلع اعظم گڑھ کے گاؤں سَرَیّا میں واقع ہے) میں مکمل کی پھر اس کے بعد دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار نیپال گنج، نیپال میں داخلہ لیا اور درجۂ خامسہ سے دورۂ حدیث تک کی تعلیم وہیں مکمل فرمائی۔

آغازِ تدریس و تصنیف

2014ء میں فراغت کے بعد تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لے گئے اور ایک سال وہاں تدریس فرمائی، پھر مزید تدریس کے لئے دعوتِ اسلامی کے مدنی مرکز کے حکم پر بنگلہ دیس کے دار الحکومت ڈھاکہ کے جامعۃ المدینہ تشریف لے گئے، اور وہیں پر دعوتِ اسلامی کے جامعات کے درجۂ ثانیہ میں داخلِ نصاب علمِ صرف کی کتاب بنام ''مراح الارواح'' کی اردو شرح بنام ''شَفِیْقُ الْمِصْبَاح شرح مَرَاحُ الْاَرْوَاح'' تصنیف فرمائی۔ اس کے بعد پھر جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ تشریف لا کر درس و تدریس، تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ درسِ نظامی کی تدریس کے ساتھ ساتھ امامت کورس بھی کرواتے رہے۔

خلافت و اجازت

ستمبر 2014ء میں خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی انوار الحق صاحب نے اور 25 اپریل 2024ء کو شاگردِ حافظِ ملت، مریدِ مفتیٔ اعظم ہند، خلیفۂ برہانِ ملت، مبلغِ اسلام حضرت علامہ مولانا عبد المبین نعمانی دامت برکاتہم العالیہ نے سلسلۂ قادریہ، رضویہ کی خلافت و اجازت سے نوازا۔

خدمتِ دین

حضرت جس طرح ایک مدرس اور مصنف ہیں اسی طرح مقرر اور مبلغ بھی ہیں۔ آپ کے اصلاحی بیانات خوفِ خدا و عشقِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے لبریز ہوتے ہیں۔ سننے والوں پر رقت طاری ہوتی اور دین سے قربت نصیب ہوتی ہے۔ نیز وقتاً فوقتاً مختلف دینی تحریکیں چلاتے رہتے ہیں۔ اور ابھی حال ہی میں **"دین سیکھو اور انعام پاؤ"** کے نام سے گھر گھر دینی تعلیم پہنچانے کی تحریک شروع فرمائی ہے۔ تادمِ تحریر حضرت کی اردو ہندی دونوں زبانوں میں تصنیف کی تعداد 100 سے تجاوز کر چکی ہے۔ اللہ پاک اس تحریک کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ترقی عطا فرمائے۔ نیز اللہ سے دعا ہے کہ حضرت کو بے بہا برکات و ثمرات سے نوازے اور اس کارہائے نمایہ کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا کر کے حضرت کے لئے توشۂ آخرت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

جامعۃ المدینہ فیضانِ صدیقِ اکبر آگرہ

کے QR Code کا Location

جس جامعۃ المدینہ میں شانِ آگرہ حضرت مولانا

ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

2014 سے اب تک (2026) تدریس

فرماتے ہیں

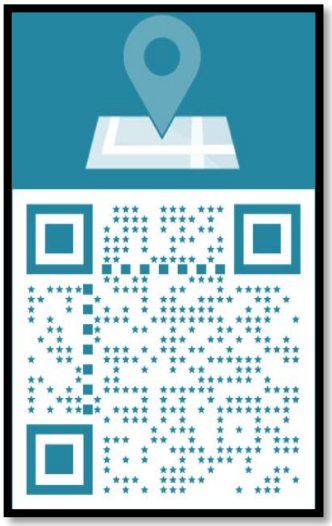

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اللَّطِیْفِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الشَّفِیْقِ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَ عَلٰی اٰلِكَ وَ اَصْحَابِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

(1)درود وسلام پڑھنے کی فضیلت

آج میں آپ کے سامنے درودِ پاک کی فضیلت میں ایسی حدیث پاک بیان کرنے لگا ہوں جس کو آپ نے بارہاسنا ہو گا، لیکن اس کے پیچھے جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں شاید ہی آپ کا خیال گیا ہو گا۔

حافظ محمد شرفُ الدین عبدالمُؤمن بن خَلف دَمیاطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب **"اَلْمَتْجَرُ الرَّابِحُ فِیْ ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِحِ"** میں **"مسند احمد بن حنبل"** کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج کی ہے چنانچہ:

حضرت سیدنا ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ صبح کے وقت سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شُمار، دو عالَم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرے پر خوشی کے آثار نمایاں تھے۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج آپ بہت خوش نظر آرہے ہیں ؟"فرمایا:"میرے پاس میرے رب عزوجل کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھ سے عرض کیا کہ آپ کا جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس

نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" (مسند احمد، حدیث ابی طلحۃ، رقم ۱۶۴۵۲، ج۵، ص۵۰۹)

پس اس حدیث سے پتا چلا کہ اللہ پاک درودِ پاک پڑھنے والے کو چار چیزیں عطا فرماتا ہے:

(۱)۔۔۔اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا یعنی اس کو دس نیکیاں ملیں گی۔

(۲)۔۔۔دس گناہ جو اس نے ماضی میں کئے، مٹادے گا۔یعنی معاف ہو جائیں گے۔

(۳)۔۔۔اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا۔یعنی جنت میں اس کے دس درجات بلند ہوں گے۔

(۴)۔۔۔اللہ پاک درود پڑھنے والے پر اتنی ہی یعنی دس رحمتیں بھیجے گا۔

یہ راز پوشیدہ ہے

درودِ پاک کی اس فضیلت میں جو راز پوشیدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس حدیث میں سب سے پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹائے جانے، پھر درجات کے بلند ہونے کو کیوں بیان فرمایا؟یعنی یہ ترتیب ہی کیوں؟اس کے برعکس یعنی الٹا کیوں نہیں؟

کہ پہلے گناہ کے مٹنے کو بیان کیا جاتا پھر نیکیوں کے ملنے اور آخر میں درجات کی بلندی کو بیان کیا جاتا، یا پہلے درجات کی بلندی، پھر گناہوں کے مٹنے اور آخر میں نیکیوں کے ملنے کا تذکرہ کیا جاتا، مگر اس ترتیب کو چھوڑ کر پہلے نیکیوں کے ملنے، پھر گناہوں کے مٹنے اور اس کے بعد آخر میں درجات کے بلند ہونے کو بیان کیا گیا۔اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ پہلے زمانۂ حال

میں ملنے اور پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کی بھرپائی، اور پھر مستقبل میں درجات کی بلندی کی بات کی گئی ہے۔

سوال یہ ہے

اب سوال یہ ہے کہ اسلام کے جہاں ہر فرمان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں، تو اس فرمان میں کون سی حکمت پوشیدہ ہے؟

یہ تھا سوال، اب اس کا جواب ملاحظہ فرمائیں کہ اس میں کیا حکمت اور کیا راز ہے؟ پیارے اسلامی بھائیو! اس میں بہت بڑی حکمت پوشیدہ ہے، اور یہ حکمت انسانی حالت کے مطابق، اس کی نفسیات کے مطابق، اور عقل و شعور کے مطابق و موافق ہے، اور اس حکمت سے یہ بھی پتہ چلے گا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو معاشرے کی مکمل معرفت ہے، اور ان کا ایک ایک فرمان زندگی آفریں اور مشعلِ راہ ہے۔

انسان کی حالت وعادت

اس حکمت کو سمجھنے کے لئے پہلے انسان کی حالت وعادت کو سمجھنا پڑے گا، اور وہ یہ کہ ایک شخص جو کہ بڑا امیر وکبیر تھا، جس کے پاس بے شمار دولت تھی، اور وہ بڑے عالیشان محلات اور بے شمار جائداد کا مالک تھا، جن سے عیش وتَنَعُّم خوب جھلک رہا تھا، ہر وقت دروازے پر نوکروں کا جھرمٹ رہتا تھا۔

سب کچھ جاتا رہا

مگر یکایک فنا کا بادَل گرجا، آفت و مصیبت کی آندھی چلی اور دنیا میں تادیر خوشحال

رہنے کی اُمیدیں خاک میں مل کر رہ گئیں، مسرتوں اور شادمانیوں سے ہنستے بستے گھر کو تباہی نے آ لیا، وقت کی مار ایسی پڑی کہ اس سے یہ ساری چیزیں جاتی رہیں، اور روشنیوں سے جگمگاتے قُصُور (یعنی محلات) سے گھپ اندھیری جھوپڑی میں منتقل ہو گیا۔ کل تک اَہل وعیال کی رونقوں میں شاداں ومسرور تھا مگر آج لکڑی کی وَحشت ناک جھوپڑی اور تنہائیوں میں مغموم ورَنجور ہے، یعنی یوں کہہ لیجئے کہ کل کا کروڑ پتی آج کا روڈ پتی بن گیا، یہاں تک کہ ایک وقت کا کھانا، اور ستر چھپانے کے لئے کپڑا تک نہ رہا، بالکل کنگال وخستہ حال ہو گیا۔ بھوک وپیاس سے بیتاب ہے، جسم برہنہ ہے۔

اب اس کو کس چیز کی فکر ہوگی؟

اب آپ بتایئے! کیا اس کو اپنے ماضی کی فکر ہو گی، مستقبل کی فکر ہو گی؟ نہیں نا! وہ تو سوچے گا میرا ماضی درست ہو یا نہ ہو، میرا مستقبل صحیح ہو یا نہ ہو، میرا صرف حال صحیح ہو جائے، مجھے ابھی کچھ کھانے، پینے کو مل جائے جس سے میں اپنی جان بچا سکوں، کوئی کپڑا مل جائے جس سے میں اپنا ستر چھپا سکوں، نہ اس کو اپنے ماضی کی فکر اور نہ مستقبل کی، اگر فکر ہے تو اپنے زمانۂ حال کے درست ہونے کی فکر ہے۔

اب ماضی کی یاد ستائے گی

اچھا! اس کے کھانے پینے اور ستر چھپانے کا انتظام ہو گیا، اس کا حال درست ہو گیا، تو اب اس کے دل میں کیا خیال آئے گا؟ اب اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ میری ماضی میں ضائع ہونے والی دولت مل جائے، جو مجھے نقصان ہوا ہے اس کی بھرپائی ہو جائے، میرا کھویا ہوا

وقار، اقتدار، افتخار، مل جائے، میرا ماضی درست ہو جائے۔ سب سے پہلے فکر تھی حال کی، جب حال درست ہوا، فوراًماضی کی یاد ستانے لگی۔

اب مستقبل کی یاد ستائے گی

جناب! چلئے، اس کا ماضی بھی درست ہو جائے، اس کا لٹا ہوا تمام مال و دولت، عزت و وزارت، حکومت و صدارت سب واپس مل جائے، تو اب کیا ہو گا؟ اب اس کو فوراًاپنے مستقبل کی یاد ستائے گی، کہ اب میرا حال بھی درست ہو گیا، میرا ماضی بھی درست ہو گیا، اب مجھے اپنے مستقبل کو درست کرنا چاہئے۔ جن وجوہات کی وجہ سے مجھے یہ حالت پیش آئی ان سے بچ کر چلنا چاہیئے تاکہ پھر کبھی ایسے حالات نہ دیکھنے پڑیں۔

انسان کی حالت کے پس منظر میں حدیث

آپ دیکھیں آدمی کو پہلے حال کی فکر، پھر ماضی کی فکر اور پھر مستقبل کی فکر ہوتی ہے، یہ انسان کی فطرت ہے، اس کی عادت ہے، اب اسی قاعدے اور قانون کو سامنے رکھ کر میرے نبی، آپ کے نبی، ہمارے نبی، اللہ کے نبی، آخری نبی، مکی مدنی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث ملاحظہ کیجئے: ”جو امتی آپ پر ایک مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کے لئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کے دس گناہ مٹادے گا اور اس کے دس درجات بلند فرمائے گا اور اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔“

تینوں حالتیں درست

اللہ اکبر! نیکی کے ملنے کی بات پہلے کی، اور ملنا یہ زمانۂ حال کا درست ہونا ہے، پھر ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کو مٹانے کی بات کی، اور یہ پچھلے گناہ مٹانا، زمانۂ ماضی کا درست ہونا

ہے، پھر آخر میں جنت کے اندر درجات کی بلندی کی بات کی، اور جنت ابھی نہیں ملے گی بلکہ وہ تو مستقبل میں ملے گی، لہذا یہ زمانہ مستقبل کا درست ہونا ہے۔

اللہ اکبر! اے عاشقانِ رسول! قربان جایئے، اللہ کے آخری نبی، محمد عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر، کہ جو آپ پر درودِ پاک پڑھتا ہے، آپ پر درود پڑھنے کی برکت سے پڑھنے والے کی تینوں حالتیں درست ہو جاتی ہیں۔ کتنا پیارا کلام ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تبھی تو اعلی حضرت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں:

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

اتنا ہی نہیں بلکہ اور کچھ

اور یہی نہیں، بلکہ آگے بھی فرمان موجود ہے، فرمایا: "اللہ تعالی اس پر اتنی ہی رحمت بھیجے گا۔" اللہ اکبر! درودِ پاک پڑھنے والے پر رب عزوجل کی کتنی عطائیں ہیں کتنی کرم نوازیاں ہیں۔

برستا نہیں دیکھ کر اَبرِ رَحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے
اب آئی شفاعت کی سَاعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2)اللہ کے کل نام کتنے ہیں؟

مفسرِ شہیر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنّان تفسیر نعیمی میں بِسْمِ اللہ شریف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: حق تعالی کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں اور ایک ہزار صرف انبیائے کرام علیہم السلام اور باقی ایک ہزار میں سے تین سو نام تورات شریف میں، تین سو انجیل میں، تین سو زبور میں، ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں، یہ کل ۲۹۹۹ نام ہوئے اور ایک نام وہ ہے جس کو صرف حق تعالی ہی جانتا ہے لیکن بسم اللہ الرحمن الرحیم میں حق تعالی کے جو تین نام "اللہ"، "رحمٰن" اور "رحیم" آئے، ان تین میں ان تین ہزار کے معانی پائے جاتے ہیں لہذا جس نے ان تین ناموں سے حق تعالی کو یاد کر لیا گویا اس نے تمام ناموں سے اس کو یاد کیا۔ (تفسیر نعیمی جلد۔۱۔ص ۴۱)

(3)اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ

اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے مفسرِ قرآن، امام المحققین، قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن عمر شیرازی بیضاوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنی مایہ ناز تفسیر "تفسیرِ بیضاوی" میں اس کی حکمت لکھتے ہیں کہ: اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لفظِ اللہ کی اصل اِلٰہٌ ہے پس ہمزہ کو حذف کر دیا گیا اور اس کے عوض شروع میں الف لام لایا گیا تو اللہ ہو گیا۔ اور اِلٰہٌ کے کئی معانی اس کے مشتقات (یعنی بننے) کے اعتبار سے آتے ہیں مثلاً:

پہلی وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ اِلٰہَۃً اُلُوْہَۃً اور اُلُوْہِیَّۃً سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی عبادت کرنا،، پس اِلٰہٌ مصدر بمعنی مَألُوْہٌ اسم مفعول ہے جیسے کتاب بمعنی مکتوب ہے، لہذا مَألُوْہٌ

بمعنی مَعْبُوْدٌ ہوا یعنی عبادت کیا ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی عبادت کی جاتی ہے کہ وہ سب کا معبود ہے۔

دوسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے، اور اَلِہَ سے تَاَلَّہَ اور اِسْتَاْلَہَ ہے بمعنی عبد یعنی غلام بن جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ ساری مخلوق اس کی عبد یعنی غلام ہے۔

تیسری وجہ: لفظِ اللہ اَلِہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی حیران ہوا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی معرفت میں سب حیران ہیں۔

چوتھی وجہ: لفظِ اللہ اَلِہْتُ اِلٰی فُلَانٍ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی میں نے فلاں کے پاس جا کر سکون پایا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کے دل بھی اس کے ذکر سے سکون پاتے ہیں اور روحیں اس کی معرفت کی طرف سکون پاتی ہیں۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ(۲۸)

ترجمہ کنزالایمان: وہ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کی یاد سے چین پاتے ہیں سن لو اللہ کی یاد ہی میں دلوں کا چین ہے۔ (پ۱۳، الرعد، ۲۸)

پانچویں وجہ: لفظِ اللہ اَلَہَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی جب نازل شدہ مصیبت سے گھبرا جائے تو اسے پناہ دی جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ جب عابد مصیبتوں سے

گھبرا کر اللہ کی طرف جاتا ہے تو اللہ اس کو پناہ دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی خود ارشاد فرماتا ہے:

وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۲۰۰)

ترجمہ کنزالایمان: اور اے سننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کونچا دے (کسی برے کام پر اُکسائے) تو اللہ کی پناہ مانگ بے شک وہی سنتا جانتا ہے۔ (پ۹، الاعراف، ۲۰۰)

چھٹی وجہ: لفظِ اللہ اَلَهَ الْفَصِیْلُ سے مشتق ہے بمعنی جبکہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ چمٹ جائے۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ بندے بھی اللہ کی رحمت کے ساتھ مصیبتوں میں گریاوزاری کرتے ہوئے چمٹنے والے ہوتے ہیں۔

ساتویں وجہ: لفظِ اللہ وَلِهَ سے مشتق (یعنی بنا) ہے بمعنی متحیر و مخبوط العقل ہو جانا، پوشیدہ ہو جانا، چھپ جانا۔ بلند ہو جانا۔ پس اللہ کو اللہ اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی بھی بندوں کی نظروں سے، آنکھوں کے ادراک سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے بلند وبالا ہے۔ اور اس کی معرفت میں بندے متحیر اور ان کی عقلیں مخبوط ہیں۔ (ماخوذ از تفسیر بیضاوی ص۴۔۵)

(4) واحد اور احد

لفظِ واحد وحدۃ سے بنا ہے جس کے معنی اکیلے ہونے کے ہیں، اور کبھی بے نظیر اور بے مثال کو بھی واحد کہہ دیتے ہیں، لفظِ واحد خالق و مخلوق سب پر بولا جاتا ہے، مگر لفظِ اَحَد اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر نہیں بولتے، واحد حقیقتاً وہ ہے جس کا کوئی جز نہ ہو، اور کٹ، بٹ نہ سکے، اور واحد جب اللہ تعالیٰ کی صفت ہو تو اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ذات وصفات وافعال میں اکیلا اور بے

مثل کہ نہ اس کے جز اور نہ وہ کسی کا جز، نہ اس میں کثرت اور زیادتی اور نہ وہ کثرت میں، نہ وہ کسی کی حقیقت اور نہ اس کی کوئی حقیقت، وہ ماہیت وغیرہ سے پاک، ہاں! اس کی شانیں بے شمار ہیں۔(تفسیرِ نعیمی جلد۔۲۔ص۱۰۷۔رضوی کتاب گھر دہلی)

نیز اللہ تَعَالٰی عدد کے اعتبار سے ایک نہیں ہے، کیونکہ ہر عدد کے بعد دوسرا عدد ہوتا ہے، جبکہ اللہ تَعَالٰی کے بعد کوئی دوسرا خدا نہیں، ہاں! اللہ تَعَالٰی اس اعتبار سے ایک ہے کہ اس کا کوئی شریک نہیں، اور وہ ہر چیز سے بے نیاز ہے، تمام چیزیں اپنی وجود و بقا میں اس کی محتاج ہیں ،نہ وہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی وہ کسی کا باپ، کیونکہ صفتِ تَوَلُّد حادث ہے جبکہ اللہ تَعَالٰی حادث نہیں، اور کوئی اس کے برابر نہیں نہ ذات میں اور نہ صفات میں، کیونکہ وہ واجب ہے، خالق ہے، جبکہ باقی تمام چیزیں ممکن، مخلوق اور حادث ہیں، اس کی صفات ذاتی، قدیم اور غیر محدود ہیں، جبکہ مخلوق کی صفات عطائی، حادث اور محدود ہیں۔(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص۵۰)

(5) حُرُوْفِ تَہَجِّی اور شانِ مُصْطَفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

(۱)۔۔۔"الف" آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کے قد و قامت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۲)۔۔۔"باء" سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی بہجت یعنی حسن وخوبصورتی ہے جس نے چاند اور سورج کو روشن کیا اور چمکایا۔

(۳)۔۔۔"تاء" سے مراد تائید ہے جو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر شیطان مردود سے حفاظت کرتی ہے۔

(۴)۔۔۔"ثاء" سے مراد ثُبات ہے جس کی وجہ سے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہر حال میں ثابت قدم رہے لہٰذا ہمیشہ عدل فرمایا کسی پر ظلم نہ کیا۔

(۵)۔۔۔"جِیم" سے مراد جود ووفا ہے جس کی طرف ہمہ وقت متوجہ رہے۔

(۶)۔۔۔"حَاء" سے مراد حلم وبزرگی ہے جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے پسند فرمایا۔

(۷)۔۔۔"خَاء" سے مراد اختصاص وصفاء ہے یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو بے شمار خوبیاں عطا فرما کر ہر طرح کے میلے پن سے پاک وصاف رکھا۔

(۸)۔۔۔"دَال " سے مراد دوامِ احسان یعنی بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ سے نیکی وبھلائی پر ہمیشگی کی توفیق عطا ہوئی پس آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہیبت وجلال سے بت اوندھے منہ گر گئے۔

(۹)۔۔۔"ذَال" سے مراد ذلت سے حفاظت ہے یعنی آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ذات عالی سے ذلت ورسوائی دور رہی حتی کہ وہ خود ہی حقارت وذلت میں مبتلا ہو گئی۔

(۱۰)۔۔۔"رَاء" سے مراد رحمت ہے جس کے ساتھ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو مبعوث فرمایا۔

(۱۱)۔۔۔"زاء" سے مراد آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کا بے مثل زُہد وقناعت ہے۔

(۱۲)۔۔۔"سِیْن" سے مراد سیادت و سرداری ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام مخلوق کی سرداری سے سرفراز کرکے ممتاز فرمایا۔

(۱۳)۔۔۔"شِیْن" سے مراد شفاعت ہے کہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم بروزِ قیامت گنہگاروں اور نافرمانوں کی شفاعت وسفارش فرمائیں گے۔

(۱۴)۔۔۔"صَاد" سے مراد صیانت وحفاظت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی ہر عیب سے حفاظت فرمائی اور امانت کی تلوار آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے ساتھ کر دی۔

(۱۵)۔۔۔"ضَاد" سے مراد ضیاء وانوار ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عطا فرمائے۔

(۱۶)۔۔۔"طَاء" سے مراد طریقِ اقبال (یعنی راہِ عروج) ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے لئے کھول دی۔

(۱۷)۔۔۔"ظَاء" سے مراد ظلم و گمراہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے طفیل آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت کو ظلم و گمراہی سے نکال دیا۔

(۱۸)۔۔۔"فَاء" سے مراد فرحت و مسرت ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی امت آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی زبان مبارک سے بشارتیں اور خوشخبریاں سن کر مسرور ہو گئی۔

(۱۹)۔۔۔"قَاف" سے مراد قاب قوسین (یعنی دوہاتھ کا فاصلہ) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو شبِ معراج اس قرب سے مشرّف فرمایا۔

(۲۰)۔۔۔"کَاف" سے مراد کلام الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جھوٹ سے پاک اپنے لاریب کلام کے ذریعے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو عزت وبزرگی عطا فرمائی۔

(۲۱)۔۔۔"لَام" سے مراد لطفِ الٰہی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر شک وشبہ سے مُنزّہ لطف ومہربانی فرمائی۔

(۲۲)۔۔۔"مِیم" سے مراد مَنّ (یعنی احسان) ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو اسرار پر مطلع فرماکر آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم پر احسان فرمایا۔

(۲۳)۔۔۔"نون" سے مراد نورانیتِ مصطفی صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی دنیامیں جلوہ گری ہوتے ہی ایران کاایک ہزار سال سے شُعلہ زَن آتَش کَدہ بجھ گیا۔

(۲۴)۔۔۔"ھَا" سے مراد ہیبت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو ایسا رعب ودبدبہ عطا فرمایا جس سے بڑے بڑے طاقتور شہسوار زیر ہوگئے۔

(۲۵)۔۔۔"وَاوٗ" سے مراد وقار ہے کہ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کمالِ وقاروبردباری سے موصوف ہیں۔

(۲۶)۔۔۔"یَاء" سے مراد یقین ہے جس کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو تمام جہانوں میں امتیاز عطا فرمایا۔ آپ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کو انبیاء

ومرسلین کا"خَاتَم"(یعنی آخری نبی)بنایا اور فضل وفخر کے ساتھ قرآنِ حکیم میں ان کی ذاتِ والاصفات پر یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ

ترجمۂ کنزالایمان: محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں۔(پ26،الفتح:29)

(حکایتیں اور نصیحتیں ص۵۸۷)

(6) اسم محمد اسم اللہ کا مظہر ہے

حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا ذاتی نام اسمِ محمد ،اللہ تعالی کے ذاتی نام اسمِ اللہ کا مظہر (یعنی ظاہر ہونے کی جگہ) ہے،اور یہ مظہر ہونا کئی طریقے سے ہے چنانچہ پہلا طریقہ ملاحظہ ہو:

مظہریت کا پہلا طریقہ

(۱)۔۔۔اسمِ اللہ میں چار حروف ہیں۔ا۔ل۔ل۔ہ۔

(۱)۔۔۔اسی طرح اسمِ محمد میں چار حروف ہیں۔م۔ح۔م۔د۔

سوال: ان دونوں ناموں میں چار ہی حروف کیوں ہیں؟

جواب: مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے نعتیہ دیوان **"دیوانِ سالک"** میں لکھتے ہیں:

چار رسول چار فرشتے چار کتب ہیں دین چار
سلسلے دونوں چار چار لطف عجب ہے چار میں

آتش و آب و خاک و باد اِن ہی سے سب کا ہے ثبات

چار کا سارا ماجرا ختم ہے چار یار میں

یعنی چار کے عدد میں بہت سارے راز پوشیدہ ہیں اس لئے اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام میں چار چار حروف ہیں مثلاً:

(۱)۔۔۔بڑے فرشتے چار ہیں: جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل عَلَیۡہِمُ السَّلَام۔

(۲)۔۔۔آسمانی کتابیں چار ہیں: تورات، زبور، انجیل، قرآن۔

(۳)۔۔۔طریقت کے سلسلے چار ہیں: قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی۔

(۴)۔۔۔شریعت کے سلسلے چار ہیں: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی

(۵)۔۔۔دنیا میں آنے کے اعتبار سے پہلے نبی حضرت آدم عَلَیۡہِ السَّلَام ہیں جن کی ترکیب آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے ہوئی۔

(۶)۔۔۔حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر دورِ نبوت ختم ہو کر ولایت کا سلسلہ باقی رہا اور سلسلۂ ولایت چار یار یعنی حضرتِ ابو بکر صدیق، عمر فاروقِ اعظم، عثمانِ غنی اور علی المرتضی رضی اللہ عنہم سے چلا۔

مظہریت کا دوسرا طریقہ

(۲)۔۔۔اسمِ اللہ میں کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

(۲)۔۔۔اسمِ محمد میں بھی کوئی نقطہ والا حرف نہیں ہے۔

سوال: ان دونوں ناموں میں نقطہ والا حرف کیوں نہیں ہے؟

جواب: نقطہ عیب ہے، اور اللہ تعالی نے جس طرح اپنے نام کو عیب سے دور رکھا، اسی طرح اپنے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کو بھی عیب سے دور رکھا۔

مظہریت کا تیسرا طریقہ

(۳)۔۔۔ اسمِ جلالت "اَللّٰہُ" میں اعراب کی تین قسمیں ہیں "شد (یعنی تشدید)، حرکت اور سکون"۔

(۳)۔۔۔ اسی طرح لفظ "مُحَمَّدٌ" میں شد (یعنی تشدید)، حرکت اور سکون ہے۔

مظہریت کا چوتھا طریقہ

(۴)۔۔۔ اسمِ اللہ میں ایک حرف مشدد ہے۔

(۴)۔۔۔ اسمِ محمد میں ایک حرف مشدد ہے۔

مظہریت کا پانچواں طریقہ

(۵)۔۔۔ اسمِ اللہ میں زیر کی حرکت نہیں ہے۔

(۵)۔۔۔ اسی طرح اسمِ محمد میں زیر کی حرکت نہیں ہے۔

سوال: دونوں ناموں میں زیر کی حرکت کیوں نہیں آئی؟

جواب: دونوں ناموں میں زیر کی حرکت اس لئے نہیں آئی کہ زیر کا معنی نیچے ہونا ہے اور اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات و نام عظمت و رفعت کے انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں، زیر یعنی نیچے ہونے کا وہاں تصور ہی نہیں۔

اسمِ اللہ کہنے میں ہونٹ نہیں ملتے

(۱)۔۔۔لا الہ الا اللہ کہنے میں ہونٹ نہیں ملتے۔اسی طرح اسمِ اللہ کہنے میں بھی ہونٹ نہیں ملتے۔

(۱)۔۔۔لفظِ ''محمد'' کہتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں مل جاتے ہیں۔

سوال: لا الہ الا اللہ اور اللہ کہنے میں ہونٹ کیوں نہیں ملتے؟

جواب: ہونٹ کے نہ ملنے میں حکمت یہ ہے کہ: لبوں کا نہ ملنا، بوسہ نہ لے سکنا، اللہ کی شانِ تنزیہ کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ اللہ کی ذات سب سے جدا ہے، وہ کسی کے مثل نہیں ،اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا، کوئی اس سے مل نہیں سکتا، اور نہ وہ کسی میں ملتا ہے، پس جس طرح اس کی ذات سب سے جدا اور الگ ہے، ایسے ہی اس کے نام میں بھی ہونٹ نہیں ملتے، جدا رہتے ہیں، اگر اس کے نام میں ہونٹ ملتے تو ذات اور اسم میں مطابقت نہ ہوتی۔

اسمِ محمد کہنے میں ہونٹ ملتے ہیں

سوال: لفظِ ''محمد'' کہتے وقت دونوں ہونٹ آپس میں کیوں مل جاتے ہیں؟

جواب: لفظِ ''محمد'' کہتے وقت دونوں ہونٹوں کا آپس میں مل جانے کی حکمت یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ و الہ وسلم مخلوق کو خالق سے ملانے ہی تو آئے ہیں، اگر ان کا واسطہ نہ ہو تو مخلوق خالق سے بہت دُور رہے۔ تبھی تو مفتیٔ اعظم ہند کہتے ہیں:

یہ سیدھا راستہ حق کا بتانے آئے ہیں
یہ حق کے بندوں کو حق سے ملانے آئے ہیں

مظہریت کا چھٹا طریقہ

(۶)۔۔۔ اسمِ اللہ تو ہے ہی با معنی جیسا کہ قرآن پاک میں ہے:

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔(پ۳، البقرہ ۲۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آپ زندہ اور اوروں کا قائم رکھنے والا۔

مگر اسمِ اللہ سے ایک ایک حرف ہٹاتے جایئے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا۔ یہ خاصیت کسی اور نام میں نہیں ہے، مثلاً:

حرفوں کو حذف کرنے کے بعد بھی با معنی

(۱)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف ہٹایئے تو "لِلّٰہِ" بچا، جس کا معنی ہے اللہ کے لئے۔ قرآن پاک میں آیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱) (پ۱، الفاتحہ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا۔

(۲)۔۔۔ اسمِ اللہ سے ایک لام ہٹایئے، اور الف لگایئے، تو "اِلٰہٌ" بچا، جس کا معنی ہے معبود۔ جیسے کہ قرآن پاک میں ہے:

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ(۱۶۳)۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا۔(پ۲، البقرہ ۱۶۳)

(۳)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف اور ایک لام کو ہٹائیے، تو "لَہٗ" بچا، جس کا معنی ہے اس کے لئے۔ یہ بھی قرآن پاک میں اللہ کے لئے آیا ہے:

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ۔ (پ۳ البقرہ ۲۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں۔

(۴)۔۔۔ اسمِ اللہ سے الف اور دونوں لام کو ہٹائیے، تو "ہٗ" بچا، یہ بھی اللہ کا نام ہے، جس کا معنی ہے تو ہی تو۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن "**سامانِ بخشش**" میں لکھتے ہیں:

قلب کو اُس کی رُویت کی ہے آرزو
جس کا جلوہ ہے عالم میں ہر چار سو
بلکہ خود نفس میں ہے وہ سُبْحٰنَہٗ
عرش پر ہے مگر عرش کو جستجو
اللہٗ اللہٗ اللہٗ اللہٗ

(۶)۔۔۔ اسی طرح اسمِ محمد تو ہے ہی با معنی مگر اسمِ محمد سے ایک ایک حرف ہٹاتے جائیے، پھر بھی با معنی لفظ رہے گا مثلاً:

(۱)۔۔۔ اسمِ محمد سے میم کو ہٹائیے، تو "حَمْدٌ" بچا، جس کا معنی ہے تعریف۔

(۲)۔۔۔ اسمِ محمد سے حاء کو ہٹائیے، اور میم کو لگائیے، تو "مُمِدٌّ" بچا، جس کا معنی ہے مدد کرنے والا۔

(۳)۔۔۔اسمِ محمد سے میم اور حاء دونوں کو ہٹایئے، تو"مَدٌّ"بچا، جس کا معنی ہے"کھینچنا ،یعنی مخلوق کو کھینچ کر خالق تک پہنچانا"۔

(۴)۔۔۔اسمِ محمد سے پہلی میم، حاء اور دوسری میم کو ہٹایئے، تو دال بچا، اور"دَالٌّ"کا معنی ہے رہنمائی کرنے والا۔ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم مخلوق کی رہنمائی فرماتے ہیں۔

(7)اعلی حضرت رضی اللّٰہ عنہ نے کمال کر دیا

جب مصر کی عورتوں نے حسنِ یوسف علیہ السلام کو ملاحظہ کیا تو اپنی انگلیاں کاٹ لیں، پس جب حسنِ یوسف کا حال یہ ہے تو حسنِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور جمالِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عالم کیا ہو گا؟

اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس واقعے کی طرف اشارہ کر کے بڑے حسین انداز میں شانِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنے اس شعر میں کمال کر دیا، اور کہتے ہیں: حسنِ یوسف کو مصر کی عورتوں نے دیکھا تو بے اختیار ہو کر بغیر ارادے کے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں، اے میرے آقا! صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کے حسن و جمال کا عالم تو کیا ہو گا، جبکہ آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہی ایسا ہے کہ عرب کے جوان آپ کے نام پر اپنے سر کٹا رہے ہیں، اور تا قیامت کٹاتے رہیں گے۔

دونوں میں تقابل کتنا حسین ہے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا یہ شعر بڑا ہی معرکۃ الآراء اور فصاحت و بلاغت کی جان ہے، ذرا حسنِ یوسف اور اسمِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں تقابل ملاحظہ فرمائیں:

(۱)۔۔۔اُدھر سراپائے یوسف ہے۔ اِدھر صرف نامِ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔

(۲)۔۔۔اُدھر بلا ارادہ کٹنا۔ اِدھر ارادے سے کٹانا۔

(۳)۔۔۔اُدھر مصر کی عورتیں۔ اِدھر عرب کے مرد۔

(۴)۔۔۔اُدھر صرف انگلیاں۔ اِدھر پورا سر۔

(۵)۔۔۔اُدھر صرف ایک بار۔ اِدھر ہر وقت بلکہ قیامت تک۔

(8) حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چار نام حمد سے مشتق ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چار نام ایسے رکھے جن کا مصدر ایک ہی ہے اور وہ ہے لفظِ ''حمد'' اور حمد کا معنی ہے تعریف کرنا۔ وہ چار نام یہ ہیں:

(۱)۔۔۔حمد سے ''حامد'' ہے بمعنی تعریف کرنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام حامد بھی ہے۔

(۲)۔۔۔حمد سے ''محمود'' ہے بمعنی تعریف کیا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام محمود بھی ہے۔

(۳)۔۔۔حمد سے ''احمد'' ہے بمعنی بہت تعریف کرنے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام احمد بھی ہے۔

(۴)۔۔۔ حمد سے "محمد" ہے بمعنی بہت تعریف کیا ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام محمد بھی ہے۔

حامد و محمود اور محمد دو جگ کا سردار
جان سے پیارا راج دلارا رحمت کی سرکار
نبی جی اللہ اللہ اللہ ہو لا الہ الا ہو

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حامد ہیں

مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم حامد ہیں، کس کے ؟ اپنے رب کے، کہ حامد کا معنی تعریف کرنے والا، تو مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ کی تعریف کرنے والے ہیں اور اللہ محمود، کہ اللہ کی تعریف ہو رہی ہے۔ اور کائنات میں حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے علاوہ اور بھی حامد ہیں کہ وہ بھی اللہ کی تعریف کر رہے ہیں، جیسے ملائکہ جو کہ ہر وقت رب عزوجل کی تعریف میں مشغول و مصروف ہیں بلکہ ان کی غذا ہی حمد الٰہی کرنا ہے، مگر مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرح حامد نہیں ہو سکتے۔

مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم محمود بھی ہیں، کہ محمود کا معنی ہے "جس کی تعریف کی جائے"، مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی کس نے تعریف کی؟ اللہ نے کی، لہذا اب اللہ حامد اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم محمود، اور اس نام میں بھی مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم جیسا کائنات میں کوئی محمود نہیں۔ کیونکہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حامد خود ربِّ کائنات عزوجل ہے۔

حامد کے ہوتے ہوئے احمد نام کیوں رکھا گیا؟

یہاں پر سوال ہوتا ہے کہ جب حامد کا معنی "تعریف کرنے والا" ہے اور یہی معنی احمد کا بھی ہے، اسی طرح جو معنی محمود کا ہے "تعریف کیا ہوا" وہی معنی محمد کا بھی ہے۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناموں میں سے حامد ہوتا اور محمود ہوتا، احمد و محمد نام رکھنے کی کیا ضرورت؟

احمد نام رکھنے کی وجہ

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام صرف حامد ہوتا اور احمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ثابت کرتے۔

اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام صرف محمود ہوتا اور محمد نہ ہوتا تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کیا خصوصیت جیسے وہ اللہ کے حامد، ویسے ہی ہم بھی اللہ کے حامد، ہم بھی حامد اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی حامد۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حامدیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا حامد نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام حامد کے ساتھ ساتھ احمد رکھ دیا، اور احمد کا معنی ہے "بہت تعریف کرنے والا"، "سب سے زیادہ تعریف کرنے والا"، پس مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اب صرف حامد نہ رہے بلکہ حامد سے ترقی کر کے احمد بنے، اور احمد کا معنی ہے احمد الحامدین "تعریف کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ تعریف کرنے والا"۔ "اَحۡمَدُ هُوَ الَّذِی

اَکْثَرُ النَّاسِ حَمْداً لِرَبِّہٖ "احمد اس ذات کو کہتے ہیں جو سب لوگوں سے زیادہ اپنے رب کی حمد کرنے والی ہو۔

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احمد الحامدین ہیں

لوگو! سنو! کوئی حامد ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احمد الحامدین ہیں، جیسے رب احکم الحاکمین، اور ارحم الراحمین ہے ایسے ہی مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکمل الکاملین افضل الفاضلین اور احمد الحامدین ہیں۔

محمود کے ہوتے ہوئے محمد نام رکھنے کی وجہ

ایسے ہی اگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام صرف محمود ہوتا، اور محمد نہ ہوتا، تو لوگ مثلیت مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ثابت کرتے۔ اور کہتے: کہ معاذ اللہ! مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کیا خصوصیت جیسے وہ محمود یعنی تعریف کئے ہوئے، ویسے ہی میرا بیٹا محمود، میرا باپ محمود، میرا استاد محمود، میرا پیر محمود، کہ ان کی بھی تعریف کی جاتی ہے، پس میرا بیٹا، باپ، استاد و پیر بھی محمود اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی محمود۔ اللہ اکبر!

میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم محمد ہیں

تو پیارو! سنو! کسی کا بیٹا محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا باپ محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا استاد محمود ہو، تو ہوا کرے، کسی کا پیر محمود ہو، تو ہوا کرے، میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم محمد ہیں۔

جب لوگوں سے اس بات کا امکان تھا کہ کہیں وہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محمودیت میں مثلیت نہ ثابت کر بیٹھیں اور مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے بیٹے، باپ، استاد

اور پیر جیسا محمود نہ کہہ بیٹھیں، تو رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام محمود کے ساتھ ساتھ محمد رکھ دیا، اور محمد کا معنی ہے: ''اَلَّذِی یُحْمَدُ حَمْداً بَعْدَ حَمْدٍ، کَرَّۃً بَعْدَ کَرَّۃٍ'' یعنی ہر طرح تعریف کیا ہوا، ہر وَقْت، ہر زمانہ، ہر زبان میں حمد وثناء کیا ہوا۔

ہر وقت تعریف ہو رہی ہے

پس مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہر وقت تعریف ہو رہی ہے، صبح بھی تعریف ہو رہی ہے، شام میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دن میں بھی تعریف ہو رہی ہے، رات میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فجر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ظہر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عصر میں بھی تعریف ہو رہی ہے، مغرب میں بھی تعریف ہو رہی ہے، عشا میں بھی تعریف ہو رہی ہے، کون سا ایسا وقت ہے جس میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف نہ ہو رہی ہو؟

قرآن پڑھو تو نعتِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، کلمہ پڑھو تو نامِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، نماز پڑھو تو سلامِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، روزہ رکھو تو اتباعِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، حج کرو تو یادِ افعالِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم، ہر کام میں، ہر وقت وزمانے میں جس کی تعریف ہو، اس ذات کو محمد کہتے ہیں۔

ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زمانے میں تعریف ہو رہی ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسی علیہ السلام تک ہر زمانے میں تعریف ہوئی، پھر زمانۂ صحابہ میں تعریف ہو رہی ہے، زمانۂ تابعین میں ہو رہی ہے، زمانۂ تبع تابعین میں ہو رہی ہے، غوث وخواجہ کے زمانہ میں ہو رہی ہے، آج تک ہو رہی ہے، صبحِ قیامت تک ہوتی رہے گی، اور قیامت کے دن بھی ہو گی:

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا
خدائے پاک کی چاہیں گے اَگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہوگا

اور ایسا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ قیامت کو منعقد کرنے کا مقصد ہی یہی ہے کہ سب کو شانِ محبوبی دکھائی جائے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

اللہ اکبر! زمانۂ ماضی میں تعریف ہوئی، زمانۂ حال میں ہو رہی ہے، اور زمانۂ مستقبل میں تعریف ہوتی رہے گی۔ کوئی زمانہ جس کی تعریف سے خالی نہ ہو ایسی ذات کو محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کہتے ہیں۔

ہر زبان میں تعریف ہو رہی ہے

پھر ہر زبان میں جس کی تعریف ہو اسے محمد کہتے ہیں، عربی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، اردو میں بھی تعریف ہو رہی ہے، فارسی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، ہندی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، انگلش میں بھی تعریف ہو رہی ہے، گجراتی، پنجابی، مراٹھی، بنگالی میں بھی تعریف ہو رہی ہے، دنیا کی کوئی ایسی زبان نہیں جس میں مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی تعریف نہ ہو رہی ہو، تو محمد کہتے ہی اس ذات کو ہیں جس کی تعریف ہر زبان میں ہو۔

اللہ اکبر! پس مصطفی اب صرف محمود نہ رہے بلکہ محمود سے ترقی کر کے محمد بنے، اور محمد کا معنی ہے محمد المحمودین "تعریف کئے ہوؤں میں سب سے زیادہ تعریف کئے ہوئے"۔

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محمودیت لامحدود

پھر کسی کا بیٹا کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا باپ زندہ ہے، کسی کا باپ محمود کب تک ہو گا؟ جب تک اس کا بیٹا زندہ ہے، کسی کا استاد کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا شاگرد زندہ ہے، کسی کا پیر کب تک محمود ہو گا؟ جب تک اس کا مرید زندہ ہے، مرنے کے بعد تو کوئی کسی کی تعریف نہیں کرتا، خود اپنے اعمال کی سزا و جزا میں پھنس کر رہ جاتا ہے۔ تو جوں ہی ان کے حامدین نے دم توڑا ان کا محمود ہونا بھی دم توڑ گیا، ان کا محمود ہونا بھی ختم ہو گیا۔ لیکن مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کائنات کی پہلی صبح سے لے کر قیامت کی آخری شام تک، بلکہ اس کے بعد بھی محمود ہیں، محمد ہیں، کیونکہ ان کا حامد دو جہاں کا خالق ہے۔

مثلیت کو ختم کرنے کے لئے

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حامد سے احمد بنایا۔

مثلیت اور برابری کو ختم کرنے کے لئے رب تعالی نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو محمود سے محمد بنایا۔

شانِ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم گھٹانے والے بد مذہبوں کے رد کے لئے کوئی قرآنی دلیل کی حاجت نہیں، بلکہ ان کی رد اور تردید کے لئے صرف میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی "محمد اور احمد" ہی کافی ہے۔

(9)آسمان میں احمد زمین میں محمد

سوال: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا آسمان میں احمد اور زمین میں محمد نام کیوں رکھا گیا؟

جواب: مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دو نام ذاتی ہیں آسمانوں میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام احمد ہے، اور زمین میں محمد ہے، ہو سکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ سوال آتا ہو کہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد، زمین میں محمد کیوں رکھا گیا؟ اس کا الٹا کر لیتے، کہ زمین میں احمد اور آسمانوں میں محمد، لیکن نہیں، آسمانوں میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم احمد ہیں، اور زمین میں محمد ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد نام رکھنا بد مذہبوں کا رد ہے، کہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کوئی مثلیت ثابت نہ کر پائے۔

آسمان والے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مرتبہ جانتے ہیں

وہ یوں کہ آسمان والے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقام و مرتبہ جانتے ہیں، اور وہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مثل ہونے کا دعوی کرنے سے رہے کہ وہ معصوم ہیں، بلکہ سید الملائکہ کا قول اعلی حضرت شعر کی صورت میں پیش کرتے ہیں:

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایہ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا

مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام آسمانوں میں احمد ہے، پس آسمان والے خود کو احمد کہنے کا دعوی نہیں کرتے، اگر مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام زمین میں احمد ہوتا، تو نہ جانے کتنے احمد ہونے کا دعوی کر دیتے، تو زمین میں مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے برابر ہونے کا دعوی کرنے کا امکان تھا، لہذا رب نے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام زمین میں احمد نہ رکھا بلکہ محمد رکھا، کہ زمین والوں میں سے کوئی الٹی چھلانگیں بھی لگالے تب بھی محمد نہیں ہو سکتا۔ کہ محمد وہ ہوتا ہے جس کی بار بار تعریف کی جائے، ہر زمانے میں کی جائے، ہر طبقے میں کی جائے، ہر زبان میں کی جائے، کرنے کے بعد پھر تعریف کی جائے، جس کی تعریف ختم نہ ہو، اس ذات کا نام محمد ہے۔ کہ

زندگیاں ختم ہوئیں اور قلم ٹوٹ گئے
پر تیرے اوصاف کا اک باب بھی پورا نہ ہوا

(10)تمام چیزوں میں محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام

میرے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان بہت بلند و بالا ہے کہ آسمان کا شامیانہ جو ہمارے اوپر ہے وہ نبی کے صدقے میں ہے، زمین کا بچھونا جو ہمیں عطا ہوا وہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے صدقے عطا ہوا، چاند کی چاندنی سورج کی روشنی، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہونے سے ہے، ہوا کا چلنا پانی کا بہنا، نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہی کے وجودِ مسعود سے ہے، بلکہ دنیا کا ذرہ ذرہ میرے مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے ہے، اسی کی جانب شاعر اشارہ کرتے ہوئے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرکے دنیا والوں کو یہ پیغام دے رہا ہے:

سلطانِ جہاں محبوبِ خدا تیری شان و شوکت کیا کہنا
ہر شے پہ لکھا ہے نام تیرا تیری ڈگری کی رفعت کیا کہنا

جب میں اس شعر پر غور کیا، کہ شاعر کہتا ہے: ہر چیز پر مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی لکھا ہوا ہے، تو میں ہر چیز کو بنظرِ غائر دیکھنے لگا، ہر چیز کو جانچنے لگا، کہ مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نامِ پاک کہاں ہے؟ مگر آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام کے بجائے کمپنی کا نام پایا، جس چیز کو دیکھتا کمپنی کا نام دکھائی دیتا، میں نے سوچا، اگر اس شعر کو دنیاوالوں نے دیکھا، تو اعتراض پر اعتراض کرنا شروع کر دیں گے، کہ شاعر نے تو یہ دعوی کیا ہے کہ ہر شے میں مصطفی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام لکھا ہے، حالانکہ چیزوں پر کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے، یہ تو مسئلہ کھڑا ہو جائے گا، میں اسی سوچ وفکر میں ڈوبا ہوا تھا، کہ اب کروں تو کیا کروں؟

اتنے میں اچانک میرے ذہن میں کبیر داس کا ایک دوہا آیا، گویا کہ کبیر داس نے کہا: ”اے عاشق! کس سوچ میں ڈوبا ہے؟ غم کیا ہے؟ کیوں متحیر نظر آتا ہے؟ کس مصیبت میں گرفتار ہے؟ صدمہ کیا ہے؟ کیوں ہے بے تاب؟ یہ بے چینی کا رونا کیا ہے؟ بے کسی کیسی ہے؟ ذرا بتا تجھ پے گزرا کیا ہے؟“

میں نے کہا: ”اک مسئلہ ہے، جو مجھ کو درپیش ہے، سوچ رہا ہوں کہ اس کا حل کیا ہے؟“ کبیر داس نے کہا: ”ذرا بتا مجھے وہ مسئلہ کیا ہے؟“ میں نے کہا: وہ مسئلہ یہ ہے کہ شاعر نے کہا کہ: ”دنیا کی ہر شے پر مصطفے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ہے“ لیکن میں اس کو ایسا نہیں پا رہا، اگر لوگ مجھ سے اس کے متعلق سوال کریں گے تو میں اس کا کیا جواب دوں گا؟

ہر شے پر آقا صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نام لکھا ہونے کی دلیل

کبیر داس نے کہا: فکر نہ کر غم مت کھا، میں تجھے ایسا جواب بتاتا ہوں کہ جب تجھ سے کوئی اس کے متعلق سوال کرے تو، تو بطورِ دلیل اس کو پیش کر دینا، ہر چیز میں مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا نامِ نامی اسمِ گرامی **"محمد"** آئے گا، میں نے کہا جلد بتا، اس میں وقفہ کیا ہے؟ کبیر داس نے کہا: سن وہ ضابطہ یہ ہے:

کسی چیز کی گنتی گن لو چوگن کر لو وائے
دو ملا کر پنج گن کر لو بیس سے بھاگ لگائے
باقی بچے کو نو گن کر لو آخر میں دو دیو ملائے
کہت کبیر سن بھائی سادھو نام محمد آئے

دوہے کی مثال

مثال کے طور پر آپ کسی بھی چیز کے نام کے حروف شمار کر لیں، جیسے مسجد میں 4 حرف ہیں، پھر چار کو چار گنا کر لیں تو 16 ہوئے، پھر سولہ میں 2 ملایا تو 18 ہوئے، پھر اٹھارہ کو پانچ گنا کر لیں، تو 90 ہوئے، اس کے بعد نوے کو 20 سے بھاگ دے دیں، تو 80 برابر برابر کٹ جائیں گے اور 10 بچے گا، پھر دس کو 9 گنا کر لیں تو 90 ہوئے، اور آخر میں 2 اور ملا دیں تو 92 ہوئے، اور 92 اسمِ محمد کا عدد ہے، کہ م کے 40، ح کے 8، م کے 40، د کے 4، ان سب کو جوڑیں گے تو 92 بنے گا۔ اسی انداز سے آپ کسی بھی چیز کے حروف شمار کر کے دوہے میں

دئے ہوئے قاعدے کے مطابق عمل کریں گے تو آخر میں 92 کا عدد حاصل ہو گا۔لہذا پتہ چلا کہ ہر چیز مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے بنائی گئی ہے۔

مالکِ کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

(11) خلیل اور حبیب میں فرق

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان حدیثِ پاک کی شرح کرتے ہوئے مراۃ المناجیح کی جلد نمبر ۸ ص ۲۲ میں لکھتے ہیں:

خیال رہے کہ خلیل و حبیب میں چند طرح کا فرق ہے:

(۱)۔۔۔ خلیل بنا ہے خلت سے بمعنی حاجت، حبیب بنا ہے حُبٌّ سے یعنی محبت بمعنی اسم فاعل بھی ہے اور اسم مفعول بھی یعنی محب و محبوب۔ خلیل وہ جو رب سے محبت کرے حاجت سے، حبیب وہ جو رب سے محبت کرے بغیر کسی حاجت کے یعنی طالب ذات ہو۔

(۲)۔۔۔ خلیل وہ جو مرید ہو طالب ہو، حبیب وہ جو مراد ہو، مطلوب ہو۔

(۳)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی رضا چاہے، حبیب وہ کہ رب تعالٰی اس کی رضا چاہے "وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" اور "فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا"

(۴)۔۔۔ خلیل وہ جو رب کی مغفرت و رحمت کا امیدوار ہو، حضرت ابراہیم نے کہا تھا "اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ" حبیب وہ کہ رب تعالٰی اسے اپنی رحمت کا یقین دلائے "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ"

(۵)۔۔۔ خلیل وہ جو اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے کی درخواست کرے"وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ"،حبیب وہ جس کا ذکر رب تعالٰی بلند کرے"وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ"بلکہ اپنے نام کے ساتھ ان کا نام ملائے،لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

(۶)۔۔۔ خلیل وہ جو رب سے جنت مانگے"وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ" حبیب وہ جسے رب جنت و دوزخ بلکہ عالم کثرت کا مالک بنادے"اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ"۔

(۷)۔۔۔ خلیل وہ جو باہر کا دوست ہو،حبیب وہ جو درون سرا ہو۔چنانچہ قیامت میں حضرت خلیل فرمائیں گے:کُنْتُ خَلِیْلاً مِّنْ وَرَاءِ۔اور حبیب فرمائیں گے:اَنَا لَھَا۔

تم تو ہو مغز اور پوست اور ہیں باہر کے دوست
تم ہو درون سرا تم پہ کروڑوں درود

کہیں گے اور نبی اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِی
مِرے حضور کے لب پر اَنَا لَھَا ہو گا

(مراۃ المناجیح،ج۸،ص۲۲)

(12)کلیم اور حبیب میں فرق

جس طرح خلیل اور حبیب میں فرق آپ نے ملاحظہ کیا اسی طرح کلیم اور حبیب میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ کلیم وہ جو رب سے کلام کرنے کوہِ طور پر جائے،حبیب وہ جسے رب کلام کرنے کے لیے عرش پر بلائے۔

(۲)۔۔۔کلیم وہ جو تجلی صفات کی جھلک کی تاب نہ لائے "وَ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا" حبیب وہ جو عینِ ذاتِ کبریا دیکھے اور مسکرائے۔

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک پر تو صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی

(۳)۔۔۔کلیم وہ جس کی راز دارانہ گفتگو محبوب کو سنا دی جائیں، حبیب وہ جس سے ہمکلامی کی باتیں کسی کو نہ بتائی جائیں۔

(۴)۔۔۔کلیم وہ جس کا عصا غضب کا اژدہا ہو، حبیب وہ جس کا عصا گرتوں کا سہارا ہو۔

عصاء کلیم اژدہائے غضب تھا
گرتوں کا سہارا عصائے محمد

(۵)۔۔۔کلیم اللہ وہ جو رب سے عرض کرے "اَرِنِیْٓ" اور رب فرمائے "لَنْ تَرٰىنِیْ" حبیب اللہ وہ جسے رب تقاضوں سے بلائے، اپنا دیدار کرائے، ان کو یا محمد فرمائے۔

تو بدیں جمال و خوبی سر عرش گر خرامی
ارنی بگوید آں کس کہ بگفت لن ترانی

(مراۃ المناجیح، ج۸، ص۲۲)

(13)روح اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

ایسے ہی روح اللہ اور حبیب اللہ میں بھی فرق ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔روح اللہ وہ کہ جب اس کی پاک ماں کو تہمت لگے تو اس کے بچپن شریف کی میٹھی پیاری باتوں کے ذریعہ اس طیبہ طاہرہ کی عصمت بیان کی جائے یعنی اس کا گواہ بچہ ہو، حبیب وہ کہ جب اس کی زوجہ طیبہ طاہرہ کو تہمت لگے تو خود خالق گواہی دے۔

(۲)۔۔۔روح اللہ وہ جس کا دم بے جان جسموں کو چند روز عارضی زندگی بخشے مگر حبیب اللہ وہ جس کا نام بے جان مردہ دلوں کو دائمی زندگی بخشے اور اس کا یہ فیض تا قیامت جاری رہے۔

(۳)۔۔۔روح اللہ وہ جو مرے ہوئے انسانوں حیوانوں کو زندہ کرے، حبیب اللہ وہ جو خشک لکڑیوں کنکروں کو زندگی اور گویائی بخش کر ان سے اپنا کلمہ پڑھوائے۔(مراۃ المناجیح،ج ۸،ص ۲۲)

(14)صفی اللہ اور حبیب اللہ میں فرق

اب صفی اللہ اور حبیب اللہ کے فرق کو ملاحظہ کیجئے:

(۱)۔۔۔ صفی اللہ وہ جنہیں ایک بار فرشتے سجدہ کریں، حبیب اللہ وہ جن پر ہمیشہ اللہ تعالٰی اور فرشتے درود بھیجیں۔

(۲)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو اجسام کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو ارواح کے والد ہیں۔

(۳)۔۔۔ صفی اللہ وہ جو سارے انسانوں کے والد ہیں، حبیب اللہ وہ جو سارے عالم کی اصل ہیں جن کے نور سے عرش و فرش لوح و قلم وغیرہ بنے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جَہان کی جان ہے تو جہان ہے

(۴)۔۔۔ صفی اللہ وہ جس کو اللہ نے چیزوں کا نام سکھایا"وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا"،حبیب اللہ وہ جسے رحمن نے قرآن سکھایا"اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ"۔

(مراۃ المناجیح،ج۸،ص۲۲)

(15)اعلی حضرت کے شعر پر 5 سوال

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جَہان کی جان ہے تو جہان ہے

اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر پر پانچ سوال ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔پہلا سوال یہ ہے کہ اعلی حضرت رضی اللہ عنہ نے اس شعر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دنیا کی جان کہا ہے، کہ جان ہیں وہ جَہان کی۔اور جان ایک ایسی شے ہے جو دکھائی نہیں دیتی،جب کہ آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو دکھائی دیتے ہیں،اور لوگوں نے دیکھا تبھی تو دیکھنے والے لوگ صحابی بنے،اور آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نہ دیکھتے تو صحابی نہ بنتے،پس اگر آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کی جان ہیں تو انہیں بھی جان کی طرح دکھائی نہیں دینا چاہئے۔

(۲)۔۔۔دوسرا سوال یہ ہے کہ جان کے لئے سارا جسم ہوتا ہے،لہذا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دنیا کی جان ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے دنیا کی ہر چیز ہونی چاہئے؟

(۳)۔۔۔تیسرا سوال یہ ہے کہ جس طرح جان کی حکومت جسم کے ہر عضو پر ہوتی ہے کہ جان اگر ہاتھ کو اٹھانا چاہے تو وہ اٹھ جاتا ہے، پیر کو چلنے کا حکم کرے تو پیر چلنے لگتا ہے، دماغ کو غور و فکر کرنے کو کہے تو وہ غور و فکر کرنے لگ جاتا ہے، تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی بھی اس دنیا پر حکومت ہے کہ دنیا کی جس چیز کو جو حکم کریں وہ آپ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے حکم کے مطابق کرنے لگے؟

(۴)۔۔۔چوتھا سوال یہ ہے کہ جان کو جسم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے تو کیا سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی دنیا سے پہلے پیدا کیا گیا ہے یا نہیں؟

(۵)۔۔۔پانچواں سوال یہ ہے کہ جسم میں کہیں بھی چوٹ لگے جان کو تکلیف ہوتی ہے، تو کیا جب کافرین و مشرکین جہنم میں ڈالے جائیں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو تکلیف ہو گی؟

سوالات کے جوابات

ان پانچوں سوالات کے جوابات حدائقِ بخشش میں موجود ہیں۔

پہلے سوال کا جواب

(۱)۔۔۔پہلا جواب: جان دکھائی نہیں دیتی مگر صاحبِ بصیرت کو دکھائی دے جاتی ہے۔ پس اسی طرح میرے مصطفٰے صلی اللہ علیہ و الہ وسلم دکھائی نہیں دیتے مگر صاحبِ بصیرت کو دکھائی دیتے ہیں بے بصیرت کو میرے مصطفٰے صلی اللہ علیہ و الہ وسلم دکھائی نہیں دیتے۔ صدیق و فاروق و عثمان و علی کو دکھتے ہیں، ابو جہل و دیگر کفار کو نہیں دکھائی دیتے، ہجرت کی رات کفارِ مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے گھر کو گھیرے ہوئے ہیں کہ نکلیں تو حملہ

کریں، مگر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نکل کر تشریف لے گئے، کفارِ مکہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو نہ دیکھ سکے، اعلیٰ حضرت حدائقِ بخشش میں فرماتے ہیں:

جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عَدو گردِ غار پھرتے ہیں

ہجرت کا واقعہ

مدارج النبوت میں ہے: ہجرت کی رات حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بستر نبوت پر جان ولایت حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو سلا کر ایک مٹھی خاک ہاتھ میں لی اور سورۂ یٰس کی ابتدائی آیتوں کو تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور محاصرہ کرنے والے کافروں کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے مجمع سے صاف نکل گئے۔ نہ کسی کو نظر آئے نہ کسی کو کچھ خبر ہوئی۔ (مدارج النبوت، قسم دوم، باب چہارم، ج۲، ص۵۷)

دوسرے سوال کا جواب

(۲)۔۔۔ دوسرا جواب: جان کے لئے جسم کا ہر عضو ہوتا ہے، اور میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا کی جان ہیں، لہٰذا دنیا کی ہر چیز میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہے، اور یہ ایک دنیا ہی کیا بلکہ جتنی بھی دنیا ہیں وہ سب میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکان تمہارے لئے
چُنین و چُناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

اگر تم نہ ہوتے

حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے: اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے :وَعِزَّتِی وَجَلَالِی لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا یعنی مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اے محبوب! اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت پیدا نہ کرتا، اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ کرتا۔ (فردوس الاخبار، ۲/۴۵۸، حدیث:۸۰۹۵)

تیسرے سوال کا جواب

(۳)۔۔۔تیسرا جواب: جیسے جان کی حکومت جسم پر ہوتی ہے ویسے ہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حکومت دنیا، چاند، سورج بلکہ ہر اس شے پر جاری ہے جس کو میرے رب نے پیدا کیا ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِصالتِ کل امامتِ کل سِیادَتِ کل اِمارتِ کل
حکومتِ کل وِلایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

مانگ کیا مانگتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا ابو فِرَاس رَبِیْعَہ بن کَعْبْ اَسلَمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمت میں رات کو حاضر رہتا، ایک شب آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لیے وُضو کے لیے پانی وغیرہ ضروریات لایا (آپ کا بحرِ رحمت جوش میں آیا اور) ارشاد فرمایا: **مانگ! کیا مانگتا ہے؟** (کہ ہم تجھے عطا فرمائیں) میں نے عرض کی: اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ. یعنی ”میں آپ سے جنت میں آپ کا ساتھ مانگتا ہوں۔“ فرمایا: کچھ اور؟ میں

نے عرض کی: میری مراد تو صِرف یہی ہے۔ فرمایا: فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ یعنی تو کثرت سے **سجدے** کرکے اپنے نفس پر میری مدد کر۔ (مسلم ص۱۹۹ حدیث ۱۰۹۴)

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے مجھ کو تری اقرار کی عادت

حدیث کی شرح

حنفیوں کے زبردست پیشوا حضرتِ سیِّدُنا علامہ علی قاری رَحْمَۃُ اللہِ علیہ اِس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: **رسولِ اکرم** صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جو مطلقاً (یعنی بِغیر کسی قید و حد بندی کے) فرمایا: "**مانگ! کیا مانگتا ہے؟**" اس سے معلوم ہوا کہ **اللہ** کریم نے آپ کو اس بات کی قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں، اِسی وجہ سے علامہ ابنِ سَبُع رَحْمَۃُ اللہِ علیہ نے آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خصوصیات میں ذِکر کیا ہے کہ **اللہ** پاک نے آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جنت کی زمین کا مالک بنادیا ہے آپ صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس میں سے جو چاہیں جس کو چاہیں عطا فرمادیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ج۲ ص۶۱۵)

حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان رَحْمَۃُ اللہِ علیہ حدیثِ پاک کی شرح میں لکھتے ہیں: جب صحابیٔ رسول نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مانگا تو ہم **بھی حضور** صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم **سے ایمان، مال، اولاد، عزت، جنت سب کچھ مانگ سکتے ہیں، یہ مانگنا سنّتِ صحابہ ہے،** حضور صَلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لنگر سے یہ سب کچھ قِیامت تک بٹتا رہے گا اور ہم بھکاری لیتے رہیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح ج۲ ص۸۴)

مالک ہیں خزانۂ قدرت کے، جو جس کو چاہیں دے ڈالیں
دی خُلد جنابِ رَبیعہ کو، بگڑی لاکھوں کی بنائی ہے

نوٹ: اختیاراتِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے بارے میں مزید جاننے کے لئے سگِ عطار کی کتاب **"آسان فرض علوم"** سے اختیاراتِ مصطفی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کا باب مطالعہ کیجئے ان شاء اللہ عزوجل ایمان تازہ ہو جائے گا۔

چوتھے سوال کا جواب

(۴)۔۔۔چوتھا جواب: جس طرح جان کو جسم سے پہلے پیدا کیا گیا ہے ایسے ہی میرے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کو بھی میرے اللہ نے دنیا سے پہلے بلکہ ہر چیز سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نہ رُوحِ امیں نہ عرشِ بَریں نہ لَوحِ مُبیں کوئی بھی کہیں
خبر ہی نہیں جو رَمزیں کھلیں ازل کی نِہاں تمہارے لئے

سب سے پہلے کس کو پیدا کیا گیا؟

اور اس دعوے کی دلیل حدیثِ نوری پیش کرتی ہے چنانچہ:

حضرت سیّدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلی تخلیق کے متعلّق سوال کیا تو حضور پُرنور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنی نورانیت کو یوں بیان فرمایا: اے جابر! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تمام مخلوق سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من الجزء الاول من المصنف، ص63، حدیث:18، مواھب لدنیہ، ج1، ص36)

حضرت سیّدنا امام زینُ العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میں آدم علیہ السَّلام کی تخلیق سے چودہ ہزار سال پہلے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ہاں نور تھا۔(مواھب لدنیہ،ج1،ص39)

نیز رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم، کا ارشادِ نور بار ہے: "اللہ نے تمام چیزوں سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ اُس وَقت نہ لَوح تھی نہ قلم، نہ جنّت، نہ دوزخ نہ فرشتے تھے، نہ آسمان، نہ زمین، نہ سورج نہ چاند، نہ جنّ نہ انسان تھے، پھر جب رب نے اور مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصّے کئے، ایک حصّے سے قلم دوسرے سے لوحِ محفوظ تیسرے سے عرش وغیرہ پیدا فرمایا۔

(اَلْمواہب ج ا ص ۳۶، کَشْف الخفاء ج ا ص ۲۳۷، مدارجُ النّبوۃ ج ۲ ص ۲ مُلخّصاً)

(۵)۔۔۔پانچواں جواب: جسم میں کہیں بھی چوٹ لگے جان کو تکلیف ہوتی ہے لیکن کب؟ جب وہ عضو جسم کے ساتھ متصل ہو، جسم سے جدا نہ ہو، اور جو عضو جسم سے جدا ہو جائے تو پھر جسم کو تکلیف نہیں ہوتی اگرچہ اس کی بوٹی بوٹی کر دی جائیں، پس اسی طرح جو دنیا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا گویا وہ اپنے آپ کو مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جدا کر لیا ،جب اس نے جدا کر لیا تو اب اس کے جہنم میں جانے سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیف نہیں ہو گی اور جو ایمان لایا اگرچہ وہ گنہگار ہو اس کے جہنم میں جانے سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تکلیف ہو گی اور اس کو اپنی شفاعت سے بخشوا کر جنت میں داخل فرمائیں گے جیسے کہ اعلی حضرت کے بھائی جان، مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ المنان اپنے دیوان ذوقِ نعت میں لکھتے ہیں:

کوئی قریب ترازو کوئی لبِ کوثر
کوئی صراط پر ان کو پکارتا ہو گا
یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اَشک کا بندھا ہو گا
وہ پاک دل کہ نہیں جس کو اپنا اَندیشہ
ہجومِ فکر و تردُّد میں گھر گیا ہو گا
ہزار جان فدا نرم نرم پاؤں سے
پکار سن کے اَسیروں کی دوڑتا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
غلام ان کی عنایت سے چین میں ہوں گے
عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا

(16) خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان

(۱)۔۔۔ کلمہ ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے نام پر۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم

(۲)۔۔۔ نماز ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے سلام پر۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ۔

(۳)۔۔۔امتحانِ قبر ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پہچان پر۔مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِی ھٰذَا الرَّجُلِ۔

(۴)۔۔۔قیامت ختم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان پر۔

فقط اتنا سَبَب ہے اِنْعِقَادِ بَزمِ محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

رب تعالی نے خاتمیت کا کیسا سہرا ان کے سر پر سجایا سبحن اللہ سبحن اللہ۔

(17) اپنے حال پر خوش رہیں

پرانے زمانے کی بات ہے ایک ملک کے بادشاہ نے دیکھا کہ اس کی رعایا کا حال کافی بدتر ہوتا جارہا ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اپنے پاس موجود چیزوں سے پریشان اور دوسروں کی چیزوں سے خوش ہوتے تھے ایک دفعہ بادشاہ نے یہ اعلان کروایا کہ جو جو آدمی پریشان ہے وہ فلاں میدان میں آجائے، جس چیز سے پریشان ہے اس کو وہاں رکھ دے اور اس کا متبادل یعنی جس چیز کو اچھا سمجھتا ہے وہ اٹھالے۔اس اعلان کو سن کر سب خوش ہو گئے اور مقررہ دن اور وقت میدان میں پہنچ گئے۔

(۱)۔۔۔ایک آدمی شادی شدہ تھا اپنی بیوی سے تنگ تھا لہذا وہ اپنی بیوی کو چھوڑ آیا۔

(۲)۔۔۔ایک کنوارہ تھا، بیوی کے بغیر وہ ادھورا تھا، وہ پہلے والے شخص کی بیوی کو لے کر آگیا۔

(۳)۔۔۔ایک آدمی کی اولاد نافرمان تھی وہ انہیں چھوڑ کر آگیا۔

(۴)۔۔۔ایک دوسرے آدمی کی اولاد نہیں تھی وہ مذکورہ شخص کی اولاد لے کر آگیا۔

(۵)۔۔۔ایک آدمی ٹی بی کا مریض تھا ساری رات کھانستا رہتا تھا، وہ ٹی بی کی بیماری کو چھوڑ آیا اور دوسرے کا شوگر کا مرض لے آیا۔

(۶)۔۔۔دوسرا جو شوگر کا مریض تھا اپنا شوگر کا مرض رکھ آیا اور پہلے والے کا ٹی بی کا مرض لے آیا۔

اس طرح سب خوشی خوشی واپس لوٹ آئے۔ اگلے دن کیا ہوا کہ:

(۱)۔۔۔شادی شدہ جو بیوی کو چھوڑ آیا تھا، گھر آیا، رات ہوئی، نہ کوئی کھانا پکا کر دینے والا اور نہ ہی کوئی بستر بچھانے والا، نہ کوئی صبح چائے بنا کر ناشتہ کروانے والا، یہ حالت دیکھ کر کہنے لگا: جیسی بھی تھی مگر خدمت تو کرتی تھی۔

(۲)۔۔۔کنوارہ شخص جو بیوی لے کر آیا تھا، بیوی نے آتے ہی سامان کی ایک لمبی لسٹ ہاتھ میں دیتے ہوئے کہنے لگی: میرے سرتاج! یہ سامان لے آئیں۔ سامان لانے میں اس کے سارے روپئے خرچ ہو گئے، جب جیب خالی ہو گئی، تو کہنے لگا: میں تو بغیر شادی کے ہی ٹھیک تھا۔

(۳)۔۔۔جو اپنی اولاد کو چھوڑ آیا تھا وہ بھی ایسے ہی پشیمان ہوا کہ اگرچہ نافرمان تھے لیکن کبھی کبھی حال چال تو پوچھ لیتے تھے، کبھی کوئی کام بھی کر دیتے تھے۔

(۴)۔۔۔جو اولاد لے آیا تھا بڑا خوش تھا کہ اب تو میں صاحبِ اولاد ہو گیا لیکن گھر میں آتے ہی لڑکوں نے گھر کے سامان کے ساتھ تھوڑ پھوڑ مچادی باپ کے منع کرنے پر باپ کو بھی مارنا شروع کر دیا۔ اب وہ آدمی کہنے لگا: میں تو بے اولاد ہی ٹھیک تھا۔

(۵)۔۔۔جو آدمی ٹی بی والا تھا اور ٹی بی کی وجہ سے ساری رات کھانستا رہتا تھا وہ شوگر کی بیماری لے آیا تھا، جس کی وجہ سے ساری رات اٹھ اٹھ کر پیشاب کرتا، رات بھی سردی کی تھی، بڑا پریشان ہوا، اور کہنے لگا: ٹی بی کی بیماری ہی ٹھیک تھی اگرچہ ساری رات کھانستا تھا لیکن بستر میں تو پڑا رہتا تھا، یہ بار بار اٹھنا، سردی میں جانا، بڑا مشکل کام ہے۔

(۶)۔۔۔جو شوگر والا ٹی بی لے آیا تھا وہ ساری رات کھانستا رہا، صبح اٹھ کر کہنے لگا: شوگر ہی ٹھیک تھی کہ پیشاب کر کے کچھ دیر سو تو لیتا تھا، یہ کم بخت ٹی بی نے تو آج ساری رات سونے ہی نہیں دیا۔

انسان کی عادت ہے کہ جو چیز اس کے پاس ہوتی ہے اس سے خوش نہیں رہتا بلکہ جو اس کے پاس نہیں ہے اس کی تمنا و آرزو میں پریشان ہوتا رہتا ہے اور اللہ کی تقسیم پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے ساری زندگی پریشان رہتا ہے۔ یاد رکھئے! اندھا دنیا کو دیکھنے کی، بہرا سننے کی، لنگڑا چلنے کی اور گونگا بولنے کی تمنا کرتا ہے۔ اندھا یہ نہیں دیکھتا کہ مجھے بولنے اور سننے کی نعمت تو ملی ہوئی ہے۔ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالی نے دیکھنے، سننے، چلنے اور بولنے کی طاقت و قوت دی ہے اس کو کتنا شکر ادا کرنا چاہئے۔ تو پھر کیوں نہیں کہتے! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَال۔ ہر حال میں اللہ پاک کا شکر ہے۔

(18)اعوذباللہ من الشیطن الرجیم کے ثمرات

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنے سے بندے کو پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں:

(۱)۔۔۔دین وہدایت پر استقامت۔

(۲)۔۔۔شیطان مردود کے شر اور فساد سے حفاظت۔

(۳)۔۔۔اللہ کی پناہ کے مضبوط قلعے اور قرب کے مقام پر داخلہ۔

(۴)۔۔۔پیغمبروں، صدقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ مقامِ امن تک رسائی۔

(۵)۔۔۔زمین و آسمان کے مالک کی امداد کا حصول۔

(غنیۃ الطالبین ص۲۷۳۔محمدی بک ڈپو دہلی)

بعض سابقہ کتب میں آیا ہے کہ جب شیطان لعین و مردود نے اللہ تعالی سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے ان کے آگے، پیچھے اور دائیں، بائیں سے آؤں گا تو اللہ تبارک و تعالی نے ارشاد فرمایا: جو بندہ ایک بار میری پناہ مانگتا ہے تو میں اس کی دن بھر حفاظت فرماتا ہوں۔(غنیۃ الطالبین ص۲۷۳۔محمدی بک ڈپو دہلی)

(19)کعبے کے بارے میں دلچسپ معلومات

مکّۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کی سب سے عظیم زیارَت گاہ **کعبۂ مُشَرَّفہ** ہے۔ ہر مسلمان اِس کے دیدار و طواف کیلئے بے قرار رہتا ہے۔ **کعبۃُ اللہ** کے بارے میں بعض **دلچسپ معلومات** پیش کی جاتی ہیں۔

کعبے کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں

شَہَنْشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن و جمال صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک **کعبے کی ایک زَبان اور دو ہونٹ** ہیں اور اِس نے شکایت کرتے ہوئے عَرْض کی: **یارب** عزوجل! میری طرف بار بار آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہو گئے ہیں۔ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے وحی فرمائی: میں خُشوع و خُضوع اور سجدے کرنے والا انسان پیدا فرمانے والا ہوں جو تیرا اس طرح مشتاق (یعنی شوق رکھنے والا) ہو گا جس طرح **کبوتری** اپنے انڈوں کی مُشتاق (یعنی شوق رکھنے والی) ہوتی ہے۔ (معجم اوسط ج۴ ص۳۰۵ حدیث ۶۰۶۶)

(20) طواف کی ابتِداء کیسے ہوئی؟

مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان **"تفسیر نعیمی"** میں نَقْل فرماتے ہیں: صاحِبِ تفسیرِ رُوحُ الْبَیان اور صاحبِ تفسیرِ عَزیزی نے فرمایا کہ زمین سے پہلے پانی ہی پانی تھا۔ قُدرَتی طور پر دو ہزار سال پہلے کعبے کی جگہ اس پر **سفید جھاگ** پیدا ہوا کچھ روز میں اس کو پھیلا کر زمین کر دیا گیا پھر جب فِرِشتوں کو ربّ عَزَّوَجَلَّ نے آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی خبر دی تو اُنہوں نے اپنا خِلافت کا اِستِحقاق (یعنی حق دار ہونے کا دعویٰ) پیش کیا اور آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی پیدائش کی حکمت پوچھی۔ مگر اِس جُرأت کی معذِرت میں توبہ کی نیّت سے سات برس عرشِ اعظم کا **طواف** کیا، حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین میں بھی اِسی **جھاگ** کی جگہ نشان لگا دو جہاں میرے بندے خطا کر کے اس کے **طواف** سے مجھے راضی کیا کریں۔

(تفسیر نعیمی ج۱ ص۶۴۱، تفسیر روح البیان ج۱ ص۲۳۰)

(21)والدین کی عظمت پر مختصر کلام

اللہ عزوجل قرآنِ پاک کے پارہ،۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳، میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ-وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا-

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

یہ آیت کریمہ جو آپ نے ابھی سنی سورۂ بقرہ کی ۸۳ ویں آیت پاک ہے ،اور اس آیتِ پاک میں ایک بات قابلِ غور ہے، کہ اس میں اللہ تبارک وتعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ ساتھ والدین کے ساتھ بھلائی اور ان کی اطاعت کا ذکر ایک ساتھ فرمایا ہے کہ: کسی کو نہ پوجو اللہ کے سوا، اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔

ایک سوال

اب یہاں پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی عبادت کے ساتھ ماں باپ کی اطاعت کو کیوں بیان فرمایا؟ حالانکہ اللہ عزوجل کے بعد نبی کا مرتبہ ہوتا ہے ،لہذا اللہ تعالی اپنی عبادت کے بعد نبی کی اطاعت کو بیان فرماتا، لیکن نبی کی اطاعت کے بجائے ماں باپ کی اطاعت کو اپنی عبادت کے ساتھ بیان فرمایا، اس کی کیا وجہ ہے؟

سوال کا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی کئی وجوہات ہیں جس کی بناء پر اللہ عزوجل نے اپنی عبادت اور والدین کے ساتھ بھلائی کو جمع فرمایا ہے۔

بارہ وجوہات

چنانچہ اللہ عزوجل نے جو والدین کے حق کو اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا ہے اس کی وجوہات تفسیرِ نعیمی میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمتہ اللہ القوی نے درج فرمائی ہے جن کی تعداد بارہ ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

پہلی وجہ

اللہ عزوجل کی جو نعمتیں ہم دیکھ رہے ہیں وہ ہماری پیدائش کے بعد ہیں اور ماں باپ ہماری پیدائش کا سبب ہیں، لہذا رب عزوجل کی نعمتوں کا پہلا واسطہ ہمارے ماں باپ ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی کے بعد ماں باپ کا احسان ہے۔

دوسری وجہ

اللہ کی شانِ کریمی ہے کہ اس کا اپنے بندوں کو پالنا بلا حرص و طمع ہے، ایسے ہی ماں باپ بھی اللہ عزوجل کی عطا سے بغیر لالچ، بغیر طمع کے اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

پہلا وسوسہ: یہاں کسی کے ذہن میں یہ وسوسہ آسکتا ہے کہ: ماں باپ کو اپنی اولاد سے یہ امید ہوتی ہے کہ اولاد کمائے گی، کما کر کھلائے گی، بڑھاپے کا سہارا بنے گی، اس لئے ماں باپ اپنی اولاد کی پرورش کرتے ہیں۔

جوابِ وسوسہ: تو مجھے یہ بتائیں کہ کیا ماں باپ کو نہیں پتا کہ کتنی اولاد کماتی اور کتنی کھلاتی ہے؟ ماں باپ کو سب پتا ہے، اچھا: ماں باپ کو کما کر کون سی اولاد کھلاتی ہے؟ وہی نا، جو اولاد اچھی ہو، ذہن ان کا تیز ہو، تندرست ہو، معذور نہ ہو۔ لیکن جو اولاد معذور ہے، تو کیا ماں باپ معذور بچے کی پرورش نہیں کرتے؟ کیا معذور بچے کو نہیں پالتے؟ کیا گونگے بچوں کو ماں

باپ نہیں پالتے ؟ کیاماں باپ لنگڑے لولے بچوں کو نہیں پالتے ؟ بلکہ بعض بچے ایسی ایسی بیماری لیکر پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی ماں باپ کے اوپر ایسا بوجھ بن جاتے ہیں کہ ماں باپ کو اپنے بچے کی جان بچانے کے لئے لاکھوں روپے کے اخراجات اٹھانے پڑتے ہیں۔

کیا آپ نہیں جانتے ؟ کتنے بچے ایسے پیدا ہوتے ہیں کہ پیدا ہوتے ہی مسلسل خون چڑھتا رہتا ہے، اب وہ بچہ اتنا سا ہی تو ہے، آخر ماں باپ اس بچے کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی حیات کی جستجو کے لئے لاکھوں لاکھ روپے خرچ کر دیتے ہیں۔

آج کل تو بچے شوگر کی بیماری لے کے پیدا ہوتے ہیں، آج کل کے بچوں کو پیدائشی بیماریاں لاحق ہو رہی ہیں، پھر کتنے بچے ایسے ہوتے ہیں کہ پیدا ہو گئے، پیدا ہونے کے بعد ان کے علاج ہوئے، مگر جب ماں باپ کے ہاتھ میں وہ بچہ آتا ہے تو معذور آتا ہے، ڈاکٹر کہتے ہیں یہ بچہ کبھی بول نہیں سکے گا، ڈاکٹر کہتے ہیں یہ کبھی سوچ نہیں سکے گا، اس کی عقل ختم ہو چکی ہے یعنی وہ پاگل ہو چکا ہے۔

تو کیاماں باپ ایسے بچے کو نہیں پالتے ؟ کیا ان کی پرورش نہیں کرتے ؟ کون سی طمع ہے ، کون سی لالچ ہے ، جڑواں بچے، چپکے ہوئے بچے پیدا ہوتے ہیں، بظاہر ماں باپ کے لئے یہ کسی کام کے نہیں ہوتے، اگر لالچ و طمع کی بات ہوتی تو ماں باپ ان بچوں کو نہ پالتے، ان کو زندہ رکھنے کے لئے ہزاروں جتن نہ کرتے۔

لیکن ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ماں باپ ایسی اولاد کی زیادہ خدمت کرتے ہیں، ان کی دیکھ بھال زیادہ کرتے ہیں، ان سے محبت و الفت اور ہمدردی کا برتاؤ زیادہ رکھتے ہیں، کہ

ان کو ہماری حاجت ہے، بلکہ جب تک ماں باپ زندہ رہتے ہیں تب تک ان کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں، خود بوڑھے ہو گئے ہیں، ان کو خود خدمت کی حاجت ہے مگر قربان جایئے !ماں کی مامتا ،اور باپ کی شفقت پر، ایسی حالت میں بھی اپنی اولاد کی فکر، یقیناًیہ انہی کا حصہ ہے۔

غور طلب جملہ

ایک ماں باپ دس دس بچوں کو تو پال لیتے ہیں مگر دس بچے مل کر دو ماں باپ کو نہیں پال پاتے۔ اللہ اکبر!

تو ان معذور بچوں سے ماں باپ کو کون سی امید لگی رہتی ہے؟ کون سی لالچ ہوتی ہے؟ مگر ماں باپ ان کو بھی پالتے ہیں، تو پتا چلا کہ جس طرح اللہ رب العزت عزوجل اپنے بندوں کو بغیر لالچ و طمع کے انعامات عطا کرتا ہے یوں ہی ماں باپ بھی اپنے بچوں کی پرورش بلا لالچ اور بلا طمع کرتے ہیں۔

دوسرا وسوسہ: ایک وسوسہ یہ بھی آسکتا ہے کہ ماں باپ اپنے بچوں کی پرورش اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں اللہ عزوجل اس کا ثواب عطا فرمائے گا، لہذا ثواب کی امید اور جنت کی لالچ میں اپنے بچوں کو پالتے ہیں۔

جوابِ وسوسہ: لہذا اس وسوسے کا علاج بھی سن لیجئے: کیا کفار اپنے بچوں کو نہیں پالتے؟ وہ بھی تو اپنے بچوں کو پالتے ہیں، جو نہ جنت پر ایمان لائیں نہ دوزخ پر ایمان لائیں، کیسے کفار ہیں پھر بھی بچوں کو پالتے ہیں۔

سنئے! جانور جو مرتے ہی مٹی ہو جاتے ہیں، وہ بھی اپنے بچوں کو پالتے ہیں، تو بات سمجھ میں آئی کہ ماں باپ اپنے بچوں کو بغیر حرص و طمع ولالچ کے پالتے ہیں، اس لئے اللہ عزوجل نے ماں باپ کے حقوق کا بیان اپنے حق کے ساتھ بیان فرمایا۔

تیسری وجہ

اللہ عزوجل انسان کی پیدائش کا حقیقی موثر ہے اور ماں باپ ظاہر موثر ہیں۔

چوتھی وجہ

اللہ عزوجل جس طرح اپنے نافرمان بندوں پر انعام فرماتا ہے اور ان پر انعام فرماتے ہوئے ملول نہیں ہوتا، اللہ ان سے اپنی نعمتیں نہیں روکتا، اسی طرح ماں باپ بھی اپنی نافرمان اولاد پر شفقت و خیر خواہی و مہربانی کا دروازہ کبھی بند نہیں کرتے، بلکہ موت کے آغوش میں جانے تک اپنی اولاد کے حق میں مہربانی کا پہلو بچھائے رہتے ہیں۔

پانچویں وجہ

جس طرح کسی بندے کے دو خالق نہیں ہوسکتے، اسی طرح کسی اولاد کے دو ماں باپ نہیں ہوسکتے۔

چھٹی وجہ

جس طرح اللہ پاک اپنے بندوں سے حسد نہیں کرتا اسی طرح ماں باپ کو اپنی اولاد سے حسد نہیں ہوتا، یہ ماں باپ کی ہی خصوصیت ہے کوئی ایسے والدین نہیں ہیں جن کو اپنی اولاد سے حسد ہو۔

ماں باپ کبھی بھی اپنی اولاد کی ترقی میں کمی نہیں کرتے۔

ساتویں وجہ

جس طرح ہر ایک پر اللہ پاک کی عبادت کرنا لازمی وضروری ہے اسی طرح ماں باپ کی اطاعت سارے مذہب میں ضروری ہے۔

آٹھویں وجہ

جس طرح اللہ عزوجل اپنے بندوں کے نیک اعمال بڑھاتا ہے، اسی طرح ماں باپ بھی اپنی اولاد کے مال کو بڑھاتے ہیں اور انہیں نقصان سے بچاتے ہیں۔

نویں وجہ

رب عزوجل کی اطاعت جس طرح ہر نبی وامتی شاہ وگدا سب پر فرض ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ان سب پر فرض ہے۔

دسویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت ہر وقت لازم، یوں ہی ماں باپ کی خدمت ہر وقت لازم، خواہ ان کی تندرستی ہو، کمزوری ہو یا ان کا بڑھاپا، ہر حال میں ماں باپ کی خدمت کرنی ضروری ہے۔

گیارہویں وجہ

اللہ عزوجل کی عبادت بدنی، مالی جانی ہر طرح سے کی جاتی ہے، اسی طرح ماں باپ کی خدمت بھی ہر طرح سے لازم قرار دی گئی ہے۔

بارہویں وجہ

جس طرح کوئی شخص یہ دعوی نہیں کر سکتا کہ میں نے اللہ عزوجل کی عبادت کا حق ادا کر دیا، یوں ہی کوئی یہ دعوی بھی نہیں کر سکتا کہ میں نے اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ (تفسیرِ نعیمی، پارہ۱، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۸۳ کی تفسیر)

(22)اولیائے کرام کاتذکرہ ہونے کی وجہ

سوال: ہم دیکھتے ہیں کہ اولیائے کرام کو وصال فرمائے ہوئے کئی سو سال ہو چکے ہیں مگر ان کا تذکرہ بصورتِ عرس آج تک ہو رہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اولیائے کرام کے تذکرے ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتے ہیں، فنا فی اللہ کی منزل میں پہنچ جاتے ہیں، اپنا تن، من اور دھن سب کچھ اللہ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں ان کا اپنا کچھ باقی ہی نہیں رہتا، ان کا جینا مرنا اللہ کے لئے ہوتا ہے، اور جو اللہ تعالی کی ذات پر فنا ہو جاتا ہے اسے بقاء مل جاتی ہے، جس طرح اللہ تعالی کا ذکر ہمیشہ رہے گا، اسی کے فیضان سے ان کا بھی ذکر ہمیشہ ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا، نسبت جو انہیں ذاتِ باری تعالی سے ہو گئی ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اپنے نعتیہ دیوان **"دیوانِ سالک"** میں لکھتے ہیں:

تیری ذات میں جو فنا ہوا
وہ فنا سے نو کا عدد بنا
جو اُسے مٹائے وہ خود مٹے
وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں

فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس شعر میں یہ فرمارہے ہیں کہ جو ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ فنا ہو کر نو کا عدد بن جاتا ہے، اور نو کے عدد کو جو بھی عدد مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ خود مٹ جاتا ہے، مثلاً:

کل عدد نو ہیں: ۱۔۲۔۳۔۴۔۵۔۶۔۷۔۸۔۹۔ اور یہی سارے اعداد کی اصل ہیں، دہائی بنانی ہے انہیں سے بنے گی، سیکڑا بنانا ہے، انہیں سے بنے گا، ہزار بنانا ہے انہیں سے بنے گا، لاکھ، کروڑ ارب جو بھی بنائیں انہیں اعداد سے بنیں گے، ان کے علاوہ کوئی اور عدد آپ نہیں لا سکتے۔

جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا

اب ان اعداد میں سے جو بھی عدد نو کو مٹانے آئے گا وہ خود مٹ جائے گا، کیسے ؟ وہ ایسے کہ جب ایک نو کے سامنے آیا اور اپنی ساری طاقت و قوت نو کے سامنے رکھا، اور اپنے سے نو کو تولنا چاہا، اور جب آپ نے نو میں ایک کو گھٹایا تو نو میں صرف اتنا فرق آیا کہ وہ نو سے آٹھ بن گیا، اسی طرح دو کو، پھر تین کو، چار کو، پانچ کو، چھ کو، سات کو، آٹھ کو، نو میں گھٹایئے تو نو بالکلیہ ختم نہیں ہو گا بلکہ اس کا کچھ نہ کچھ وجود باقی رہے گا مثلاً:

(9-4=5)　(9-3=6)　(9-2=7)　(9-1=8)

(9-8=1)　(9-7=2)　(9-6=3)　(9-5=4)

لہذا نو کو کوئی بھی عدد نہ مٹا سکا۔

اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو

اب اگر نو سب کو مٹانا چاہے تو صرف مٹا ہی نہیں دے گا بلکہ ملکِ وجود سے ملکِ عدم کے کئی پردوں کے پیچھے پہنچا دے گا، مثلاً ایک میں نو کو گھٹایئے تو منفی آٹھ بچے گا، پس نو نے ایک کو عدم کے آٹھ پردوں کے پیچھے پہنچا دیا، اسی طرح دو کو عدم کے سات پردوں کے پیچھے، تین کو چھ پردوں کے پیچھے، چار کو پانچ پردوں کے پیچھے، پانچ کو چار پردوں کے پیچھے، چھ کو

تین پردوں کے پیچھے، سات کو دو پردوں کے پیچھے، اور آٹھ کو ایک پردے کے پیچھے پہنچا دیا، مثال نقشے میں ملاحظہ کیجئے:

(4-9=-5) (3-9=-6) (2-9=-7) (1-9=-8)

(8-9=-1) (7-9=-2) (6-9=-3) (5-9=-4)

اسی لئے مخلوق اولیاء کا عرس مناتی ہے

پس اولیائے کرام ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کے عدد کی شکل اختیار کر لیتے ہیں، کہ پھر انہیں کوئی نہیں مٹا سکتا ہمیشہ باقی رہتے ہیں اسی لئے مخلوق ان کا عرس مناتی ہے اور مناتی رہے گی، ان کی شان بیان کرتی ہے اور کرتی رہے گی، منقبت پڑھتی ہے اور پڑھتی رہے گی۔

(3) نو کے عدد کی عجیب باتیں

اب آگے سنیئے نو کے عدد میں چار باتیں عجیب ہیں:

پہلی عجیب بات

پہلی بات: یہ کہ ایک سے آٹھ تک کی اِکائیاں کناروں کی دو، دو ملاؤ ۹ بنیں گے۔ مثلاً

:۱۔۲۔۳۔۴۔ ۵۔۶۔۷۔۸۔

(4+5=9) (3+6=9) (2+7=9) (1+8=9)

دوسری عجیب بات

دوسری بات: یہ کہ سارے ۹ کے پہاڑے میں ہر جگہ ۹ بنے گا:

(9*1=9)۔۔(9*2=18)۔۔(9*3=27)۔۔(9*4=36)۔۔(9*5=45)

(9*6=54)۔۔(9*7=63)۔۔(9*8=72)۔۔(9*9=81)۔۔(9*10=90)

پس حاصلِ ضرب کو آپس میں ملائیں تو نو ہی آئے گا مثلاً: ۱۸ میں ایک اور آٹھ ہے، آٹھ اور ایک نو، ۲۷ میں دو اور سات ہے، دو اور سات نو، ۳۶ میں تین اور چھ ہے، تین اور چھ نو، ۴۵ میں چار اور پانچ ہے، چار اور پانچ نو، ۵۴ میں پانچ اور چار ہے، پانچ اور چار نو، ۶۳ میں چھ اور تین ہے، چھ اور تین نو، ۷۲ میں سات اور دو ہے، سات اور دو نو، ۸۱ میں آٹھ اور ایک ہے، آٹھ اور ایک نو، ۹۰ میں نو ہے ہی۔

تیسری عجیب بات

تیسری بات: یہ کہ اسی طرح جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے اور اس میں آنے والے عددوں کو ملائیں گے تو جواب نو ہی آئے گا مثلاً ۱۲ نویں 108، 9=8+1۔ ۱۳ نویں، 117، 9=7+1+1۔ ۱۴ نویں 126، 9=6+2+1۔ جس بھی گنتی کا پہاڑا نو بار کریں گے سب میں 9 بنے گا۔

چوتھی عجیب بات

چوتھی بات: یہ کہ نو کا عدد کسی عدد کے اندر نہیں مگر سب عدد نو کے اندر ہیں، نو میں آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے۔ لیکن ایک میں نو نہیں ہے، دو میں نو نہیں ہے، تین میں نو نہیں ہے، چار میں نو نہیں ہے، پانچ میں نو نہیں ہے، چھ میں نو نہیں ہے، سات میں نو نہیں ہے، آٹھ میں نو نہیں ہے۔

ایک سے آٹھ تک دنیا ومافیہا ہیں

ایک سے آٹھ تک دنیا ومافیہا ہیں، پس جب ولی ذاتِ باری تعالی میں فنا ہو کر نو کا عدد بن گیا تو اس کے اندر دنیا ومافیہا آ گیا، اب اگر کسی کو دنیا کی کوئی چیز لینی ہے ولی کے پاس آئے ان سے ملے گی، کہ جس طرح نو کے پاس آٹھ بھی ہے، سات بھی ہے، چھ بھی ہے، پانچ بھی ہے، چار بھی ہے، تین بھی ہے، دو بھی ہے، ایک بھی ہے، اسی طرح ولی کے پاس اولاد بھی ہے، دولت بھی ہے ثروت بھی ہے، حکومت بھی ہے، صدارت بھی ہے، وزارت بھی ہے، اقتدار بھی ہے، افتخار بھی ہے۔ تبھی تو لوگ میرے خواجہ کے دربار میں سب کچھ لینے جاتے ہیں۔

(23) اسلام کس لئے آیا؟

سوال: دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، لہذا ان کے ہوتے ہوئے دینِ اسلام کی ضرورت کیوں پڑی؟

جواب: یقیناً دینِ اسلام آنے سے پہلے دنیا میں کئی دین موجود تھے، کئی اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے، مگر ان تمام دینوں میں درج ذیل چیزیں نہ تھیں اور نہ ہیں:

(۱)۔۔۔ اللہ رب العالمین جو سب کا خالقِ حقیقی ہے اس کی معرفت و عبادت کا صحیح طریقہ نہ تھا، بعض انبیائے کرام علیہم السلام کو خدا کا بیٹا، بعض بتوں کو، تو بعض چاند و سورج، آگ و درخت کو اپنا معبود، بعض فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے۔ اللہ کو ماننے کا جیسا حق ہے ویسا نہیں مانتے تھے بلکہ کسی نہ کسی کو شریک ٹھہراتے تھے۔

(۲)۔۔۔ ان تمام ادیان میں لوگوں کی جانیں محفوظ نہ تھیں، جس نے جس کو چاہا قتل کر دیا، جس کی بنا پر اخوت و بھائی چارگی کی جگہ ظلم و بربریت نے لے رکھی تھی معاشرے کا سکون پامال تھا۔

(۳)۔۔۔ ان تمام ادیان میں کسی کا مال محفوظ نہ تھا، آئے دن چوری وڈکیتیوں کا بازار گرم رہتا، طاقتور کمزور کے مال پر قبضہ کر لیتا۔

(۴)۔۔۔ لوگوں کے نسب کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ تھا، بدکاری کو کوئی عیب نہ سمجھا جاتا جس کی وجہ سے ولد الزنا کی کثرت تھی۔

(۵)۔۔۔ اپنے آپ کو عقلمند کہلانے کے باوجود عقل کا صحیح استعمال نہ تھا کہ حرام و ناجائز چیزوں کا استعمال عام تھا، شراب جوا، رشوت و سود جس کی عقل مذمت کرتی ہے، دیندار ہونے کے باوجود ان سب میں ملوث تھے۔

اسلام کی ضرورت

مذکورہ چیزوں کے پیشِ نظر ایک ایسے دین کی ضرورت تھی جو معاشرے سے تمام برائیوں کا خاتمہ کر کے ایک خالقِ حقیقی کی عبادت کا درس دے لہذا اللہ پاک نے کرم فرمایا اور انسانوں کو دینِ اسلام دے کر احسان فرمایا۔ نیز دینِ اسلام کے آنے سے درج ذیل پانچ چیزوں کی حفاظت بھی ہو گئی:

(۱)۔۔۔ دین کی حفاظت کے لئے آیا تاکہ انسان کو حق و باطل میں تمیز ہو سکے۔ پس دینِ اسلام صرف ایک خدا کی عبادت کا درس دیتا ہے۔

(۲)۔۔۔جان کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے قتلِ ناحق کو حرام قرار دیا ہے۔

(۳)۔۔۔مال کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے چوری،ڈاکہ زنی اور غصب وغیرہ کو حرام قرار دیا۔

(۴)۔۔۔نسب کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے زنا(یعنی بدکاری) کو حرام قرار دیا۔

(۵)۔۔۔عقل کی حفاظت کے لئے آیا،اسی لئے اسلام نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا جن چیزوں سے عقل زائل ہوتی ہے مثلاً:نشہ آور چیزیں۔

(فتاوی رضویہ جلد۔۲۱۔ص۲۰۵۔مطبوعہ پوربندر گجرات بتغیر)

(24)دوبارہ آنے کا عمل

جس جگہ پارہ ۲۰ سورہ قصص کی آیت نمبر ۸۵ لکھ دیں گے تو ان شاء اللہ تعالی وہاں کی دوبارہ حاضری ہو گی۔وہ آیت یہ ہے

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ(۸۵)

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جس نے تم پر قرآن فرض کیا وہ تمہیں پھیرنے لے جائے گا جہاں پھرنا چاہتے ہو تم فرماؤ میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو ہدایت لایا اور جو کھلی گمراہی میں ہے۔

نوٹ: لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ سیدھے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے بغیر انک و روشنائی کسی دیوار وغیرہ پر لکھ دیں۔

(25) چھپکلی کو مارنے کا ثواب

حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے فرمایا: "جس نے پہلی ضرب سے چھپکلی کو قتل کیا اس کے لئے اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس نے اسے دو ضربوں میں مارا اس کے لئے پہلے والے سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں اور جس نے تین ضربوں میں مارا اس کے لئے اس سے کم اتنی اتنی نیکیاں ہیں۔"

ایک روایت میں ہے کہ "جس نے پہلی ضرب میں چھپکلی کو قتل کیا اس کے لئے سو نیکیا ں ہیں اور دوسری ضرب میں مارنے والے کے لئے اس سے کم اور تیسری ضرب میں مارنے والے کے لئے اس سے کم نیکیاں ہیں۔"

(جنت میں لے جانے والے اعمال ص ۶۲۴) (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب قتل الوزغ، رقم ۲۲۴۰، ص ۱۲۳۰)

(26) پرندوں سے چھ سبق

پرندوں کی زندگی میں انسان کے لئے کم سے کم چھ سبق ہیں:

(۱)۔۔۔ پرندے کبھی بھیک نہیں مانگتے بلکہ اپنی محنت و کوشش سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔

(۲)۔۔۔ پرندے وقت کے بہت پابند ہوتے ہیں، ہم سے پہلے اٹھتے ہیں، وقت پر رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں اور وقت پر اپنے گھر واپس لوٹتے ہیں۔

(۳)۔۔۔پرندوں میں کمال حد تک اتحاد اور تنظیم کی خصوصیت پائی جاتی ہے یہاں تک کہ اکیلے سفر بھی نہیں کرتے۔

(۴)۔۔۔ہمیں کوئی پرندہ ذخیرہ اندوزی کرتا ہوا نظر نہیں آئے گا یعنی کل کے لئے کچھ بچا کر نہیں رکھتے کیونکہ یہ حریص نہیں ہوتے۔

(۵)۔۔۔سب سے بڑھ کر یہ صبر اور توکل کرنے والی مخلوق ہے۔

(۶)۔۔۔آخری بات یہ کہ پرندے مستقل ایک جگہ یا مقام کے قیدی ہو کر نہیں رہتے، کسی جگہ کو اپنی جاگیر نہیں بناتے بلکہ جہاں رزق اور ساز گار ماحول مل جائے وہیں ڈیرہ ڈال لیتے ہیں۔

"صِرف تین ذی روح ایسے ہیں جو غذاؤں کا ذخیرہ کرتے ہیں، (۱)۔۔۔(ہم جیسے گنہگار)انسان۔(۲)۔۔۔چوہا اور (۳)۔۔۔چیُونٹی۔"ان کے علاوہ کوئی بھی حَیوان دوسرے وقْت کیلئے بچا کر نہیں رکھتا، آپ نے مُرغی کا توکُّل دیکھا ہو گا، اُس کو پانی کا پیالہ پیش کیا جاتا ہے تو پی چکنے کے بعد پیالے کے کَنارے پر پاؤں رکھ کر اِس کو اُلَٹ دیتی ہے، اسے اپنے اللہ عَزَّوَجَلَّ پر کامل بھروسہ ہوتا ہے کہ ابھی پلایا ہے تو پیاس لگنے پر دوبارہ بھی پِلائے گا۔اور لُطف کی بات یہ ہے کہ اُس کو پِلانے کی خدمت بھی انسان سے لی جاتی ہے۔ہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں کا توکُّل بے مِثال ہوتا ہے۔توکُّل کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ "صِرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عنایت پر بھروسہ کرے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اُس سے مایوس ہو جائے۔"

(ملخص از رسالۂ القُشَیریّہ ص ۱۶۹ باب توکُّل) (فیضانِ سنت، جلد اول، ص ۸۰۷)

(27)شریعت،طریقت اور معرفت کیسے بنتی ہے؟

(۱)۔۔۔شریعت: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے افعال سے بنی ہے۔جیسے نماز، روزہ ،حج، زکوۃ اور دیگر اعمالِ صالحہ۔

(۲)۔۔۔طریقت: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اقوال سے بنی ہے۔جیسے شبہات کی چیزوں سے بچناوغیرہ۔

(۳)۔۔۔معرفت: نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے احوال سے بنی ہے۔

(28)ایمان،اسلام اور احسان کسے کہتے ہیں؟

(۱)۔۔۔ایمان: اعتقادات کا نام ہے۔

(۲)۔۔۔اسلام: اعتقادات واعمال دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔

(۳)۔۔۔احسان: اعتقادات و اعمال و احوال تینوں کے مجموعے کا نام ہے۔ جیسے کہ حدیثِ جبرائیل میں مذکور ہے چنانچہ:

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب کالے تھے ،اُن پر آثارِ سفر ظاہر نہ تھے اور ہم سے کوئی اُنہیں پہچانتا بھی نہ تھا، یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں شریف سے مَس کر دیئے اور اپنے ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور عرض کیا: اَے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے متعلق بتایئے، فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم

گواہی دو کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں،اور نماز قائم کرو،زکوۃ دو،رمضان کے روزے رکھو،کعبہ کا حج کرو اگر وہاں تک پہنچ سکو۔

عرض کیا کہ سچ فرمایا، ہم کو ان پر تعجب ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے پوچھتے بھی ہیں اور تصدیق بھی کرتے ہیں۔

عرض کیا کہ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے فرمایا کہ: اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور آخری دن کو مانو اور اچھی بُری تقدیر کو مانو، عرض کیا آپ سچے ہیں۔

عرض کیا مجھے احسان کے متعلق بتایئے، فرمایا: اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اُسے دیکھ رہے ہو، اگر یہ نہ ہو سکے تو خیال کرو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

عرض کیا کہ قیامت کی خبر دیجئے، فرمایا کہ: جس سے پوچھ رہے ہو وہ قیامت کے بارے میں سائل سے زیادہ خبر دار نہیں۔

عرض کیا کہ قیامت کی کچھ نشانیاں ہی بتادیجئے، فرمایا کہ: لونڈی اپنے مالک کو جنے گی اور ننگے پاؤں، ننگے بدن والے فقیروں، بکریوں کے چرواہوں کو محلوں میں فخر کرتے دیکھو گے۔

راوی فرماتے ہیں کہ پھر سائل چلے گئے میں کچھ دیر ٹھہرا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عمر! جانتے ہو یہ سائل کون ہیں؟ مَیں نے عرض کیا اللہ اور رسول جانیں، فرمایا: یہ حضرت جبریل تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام۔۔۔۔۔الخ، الحدیث: ۹۳، ص ۶۸)

(29)بُردباری ہر درد کا علاج ہے

کسی دانا(یعنی عقل مند) کی زوجہ بہت بد اخلاق تھی ایک مرتبہ اس کا ایک دوست ملاقات کے لئے آیا۔ جب کھانا رکھا گیا تو اس دانا شخص کی اَہلیہ اپنے شوہر کو گالیاں دیتے ہوئے کھانا اٹھا کر لے گئی اس کے دوست نے یہ منظر دیکھا تو اسے بہت غصہ آیا۔ چنانچہ، وہ ناراض ہو کر وہاں سے چلا گیا، دانا شخص اس کے پیچھے گیا اور کہا: ''کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جب ہم تمہارے گھر کھانا کھا رہے تھے اچانک ایک مرغی دستر خوان پر گری جس نے سارا کھانا خراب کر دیا تھا لیکن ہم میں سے کسی کو بھی اس پر غصہ نہ آیا۔ ''دوست نے کہا:''ہاں ایک دن واقعی ایسا ہوا تھا۔ ''دانا شخص نے کہا:''بس میری عورت کے عمل کو بھی اس مرغی کے عمل کی طرح سمجھ لو۔ ''یہ سن کر اس کا غصہ ختم ہو گیا وہ واپس اپنے دوست کے ساتھ آیا اور کہا: ''حلم (بُردباری) ہر **درد کا علاج اور شفا ہے۔** ''(احیاء العلوم ۳/ ۲۲۱)

(30)تین جملوں کے ذریعے غصے کا علاج

حضرتِ سَیِّدُنا معتمر بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو بہت زیادہ غصہ آتا تھا اس نے تین کاغذ اپنے ساتھیوں کو دیئے اور پہلے سے کہا کہ جب مجھے کسی پر غصہ آئے تو یہ کاغذ مجھے دے دینا، دوسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ تھم جائے تو مجھے یہ کاغذ دے دینا، تیسرے سے کہا کہ جب میرا غصہ بالکل ختم ہو جائے تب مجھے یہ کاغذ دینا۔ ایک دن اسے کسی پر بہت زیادہ غصہ آیا تو اسے پہلا کاغذ دیا گیا اس میں لکھا تھا **''اس غصے سے تیرا کیا تعلق؟ تو خدا نہیں بلکہ عام سا انسان ہے، عنقریب تیرے جسم کا بعض حصہ دوسرے بعض کو**

کھا جائے گا "یہ پڑھ کر اس کا غصہ قدرے ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر اسے دوسرا کاغذ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا "**تو زمین والوں پر رحم کر آسمانوں کا مالک تجھ پر رحم فرمائے گا** "پھر تیسرا رقعہ دیا گیا تو اس میں لکھا تھا "**لوگوں کو اللہ کے حق کے ساتھ پکڑو! ان کی اصلاح اسی بات سے ہو گی۔ حدود (یعنی شرعی سزاؤں) کو نہ چھوڑو!**(احیاء العلوم، جلد۳، ص۲۱۶)

تصور کے ذریعے غصے کا علاج

ایک عقل مند و نیک شخص کے پاؤں پر کسی نے کوئی چیز ماری جس سے اُسے کافی تکلیف ہوئی لیکن اُس نے غصہ نہ کیا جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: "میں نے یہ تصور کر لیا تھا کہ کسی پتھر سے میرا پاؤں پھسل گیا ہے، لہٰذا میں نے اپنا غصہ ختم کر دیا۔ "

(احیاء العلوم ج۳/ص۔۲۲۱)(فیضانِ ریاض الصالحین ص۴۶۱۔۴۶۲)

(31) کامیابی کیسے ملے گی؟

اگر کامیابی چاہئے تو ان دونوں چیزوں کو یکجا کر لو ان شاء اللہ کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔

پہلی چیز: سوچ۔ **دوسری چیز:** کام۔

(۱)۔۔۔ سوچ + کام = کامیابی۔ یعنی سوچ کے ساتھ کام کرنے سے کامیابی ملتی ہے۔

(۲)۔۔۔ کام - سوچ = مزدوری۔ یعنی سوچ کے بغیر کام کرنا مزدوری ہے جیسے کہ مزدور صرف کام کرتا ہے۔

(۳)۔۔۔ سوچ - کام = ناکامی۔ یعنی کوئی صرف سوچتا ہی رہے کام نہ کرے تو اسے کیسے کامیابی ملے گی بلکہ اس کا یہ سوچنا اس کو ناکامی کی جانب لے جائے گا۔

پس اگر صرف سوچ ہو تو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔اور اگر صرف کام ہو تو کچھ تو حاصل ہو گا مگر بے کار۔لیکن جب دونوں مل جائیں تو بندے کو کامیابی کی دہلیز پر لا کر کھڑا کر دیتی ہیں۔

(32) عقل مند کون؟

حضرتِ سَیِّدُنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ و السلام کے صحیفوں میں ہے: "عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے پر نظر رکھنے والا ہو، اپنے کام سے کام رکھنے والا ہو اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والا ہو۔"

(الترغیب والترھیب، کتاب الادب، باب الترغیب فی الصمت، الحدیث ۴۴۰۵، ج۳، ص۴۱۷، ولم اجد اسمہ علیہ الصلوۃ والسلام)

(33) دل کی سختی کا سبب

حضرتِ سَیِّدُنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفّار فرماتے ہیں:"اگر تو اپنے دل میں سختی یا اپنے بدن میں سستی یا اپنے رزق میں محرومی دیکھے تو یقین کرلے کہ تو نے کوئی فضول گفتگو کی ہے۔" (بحر الدموع ص ۲۳۹)

(34) قبلہ ایک نہیں بلکہ کئی ہیں

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان تفسیرِ نعیمی جلد ۲ ص ۴۹۔۵۰ میں پارہ ۲ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۸ کے تحت فرماتے ہیں:

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور ہر ایک کے لئے توجہ کی ایک سمت ہے کہ وہ اسی کی طرف منہ کرتا ہے تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں تم کہیں ہو اللہ تم سب کو اکٹھا لے آئے گا بیشک اللہ جو چاہے کرے۔

تفسیر: اے لوگوں! تمہارے دل، دماغ، نفس، روح، خیال اور اعمال کا الگ الگ قبلہ ہے۔

(۱)۔۔۔نفسانی قبلہ: دنیااور دنیاکی ٹیپ ٹاپ۔

(۲)۔۔۔شیطانی قبلہ: گناہ وبدکاری۔

(۳)۔۔۔قلبی قبلہ: ایمان ودینداری۔

(۴)۔۔۔روحانی قبلہ: اطاعتِ پروردگار۔

لہذاتم دل وروح کے قبلے پر رہو اور نیکیوں میں جلدی کرو۔

قریب ہے رگِ گردن سے پر جدا ہے وہ
نہ یار دل میں مکیں ہے نہ یار آنکھوں میں

اے لوگوں! تمہاری ہر ساعت کا قبلہ علیحدہ چاہئے تمہارا دل اناً فاناً پلٹ جاتا ہے صبح کو متقی، دوپہر کو بدکار اور شام کو اور حال، لہذاجب نیکی کاارادہ ہو تو جلدی کرلو۔

نیک بخت اور بد بخت میں سے ہر ایک کا قبلہ الگ ہے، جس پر نور کا چھینٹاپڑ گیااس کا قبلہ سعادت ہے، اور جو اس چھینٹے سے دور رہااس کا قبلہ شقاوت و بد بختی ہے، سعید اگر بت خانے میں بھی جائے گا تو وہاں بت پرستوں بلکہ بتوں کو کلمہ پڑھائے گا۔ اور بد بخت اگر مسجد میں پہنچ بھی گیاتو جوتیاں چرائے گا۔ ہر قسم کا آدمی ہر جگہ اپنے قبلے پر رہتاہے اس سے ہٹتا نہیں۔

تفسیرِ صوفیانہ: دینی ودنیوی لحاظ سے ہر جماعت کی سمت اور قبلہ علیحدہ ہے دینی لحاظ سے تو اس طرح کہ ملائکۂ مقربین کا قبلہ عرشِ اعظم، روحانیین کا قبلہ کرسی، کروبیین کا قبلہ بیت

المعمور، دعا کا قبلہ آسمان، قبلۂ انبیائے بنی اسرآئیل بیت المقدس، آدم ونوح وابرٰہیم علیہم السلام اور اسی طرح نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قبلہ کعبہ، اور ارواح کا قبلہ سدرۃ المنتھٰی ہے۔(تفسیرِ نعیمی جلد ۲، ص ۴۹۔۵۰)

(35)بھوک کے دس فوائد

بھوک کے دس فائدے ہیں:(۱)دل کی صفائی (۲)رِقّتِ قلبی (۳)مَساکین کی بھوک کا اِحساس (۴)آخِرت کی بھوک و پیاس کی یاد (۵)گناہوں کی رَغبت میں کمی (۶)نیند میں کمی (۷)عبادت میں آسانی (۸)تھوڑی روزی میں کِفایت (۹)تندُرستی (۱۰)بچا ہوا خیرات کرنے کا جذبہ۔ (اِحیاءُ العُلوم ج ۳ ص ۹۱ تا ۹۶ سے مختصر کرکے)

حُجّۃُ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی مزید فرماتے ہیں، بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِین فرماتے ہیں، اَلجُوعُ رَأْسُ مَالِنَا یعنی بھوک ہمارا بہترین سرمایہ ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ ہمیں جو وسعت، سلامتی، عبادَت، حَلاوت اور علمِ نافِع حاصِل ہوتا ہے یہ اللہ تبارک وتعالٰی کے لئے بھوک اور اس پر صَبر کرنے کے سبب حاصِل ہوتا ہے۔

(منہاج العابدین ص ۱۰۸)

جہاں بھوک کے فوائد ہیں وہیں پیٹ بھر کر کھانے کی آفتیں بھی ہیں چنانچہ:

(36)شکم سیری کی چھ آفتیں

حضرتِ سیِّدُنا ابو سُلَیمان دارانی قُدِّسَ سِرُّہُ الرَّبّانی فرماتے ہیں، پیٹ بھر کر کھانے میں چھ آفتیں ہیں،(۱)مُناجاتِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے محرومی (۲)علم وحکمت کی حفاظت میں مشکِلات (۳)مخلوق پر شَفقت سے دوری۔ کیوں کہ شکم سیر سمجھتا ہے سبھی کا پیٹ بھرا ہوا ہے

یوں مسکینوں اور بھوکوں کی ہمدردی کم ہو جاتی ہے ۔ (۴)عبادت بوجھ محسوس ہونے لگتی ہے۔(۵)خواہِشات کا ہُجوم ہوتا ہے۔(۶)نَمازی مساجِد کی طرف جارہے ہوتے ہیں اور زیادہ کھانے والے بیتُ الْخَلا کے چکّر لگارہے ہوتے ہیں۔(اِحیاءُ الْعُلُوم ج ۳ ص ۹۲)

موٹا مچّھر

حضرتِ سیِّدُنا رَبیع بن اَنَس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،"مچّھر جب تک بھُوکا رہے زندہ رَہتا ہے اور جب کھاپی کر سیر ہو جائے تو موٹا ہو جاتا ہے اور جب موٹا ہو جاتا ہے تو مر جاتا ہے۔یہی حال آدَمی کا ہے کہ جب وہ دُنیا کی نِعمتوں سے مالا مال ہوتا ہے تو اُس کا دل مُردہ ہو جاتا ہے۔"(تَنْبِیْہُ الْمُغْتَرِّیْن ص ۵۴)

جاندار بدن کی آفتیں

حضرتِ سیِّدُنا یَحْیٰی مُعاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں،جو پیٹ بھر کر کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اُس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے وہ شَہوت پرست ہو جاتا ہے اور جو شَہوت پرست ہو جاتا ہے اُس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اُس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دل سخت ہو جاتا ہے وہ دُنیا کی آفتوں اور رنگینیوں میں غَرَق ہو جاتا ہے۔(اَلْمُنَبِّہات لِلْعَسْقَلانی بابُ الخَساسی ص ۵۹)

کھانے کی حِرْص سے تُو یا ربّ نَجات دیدے
اچّھا بنا دے مجھ کو اچّھی صِفات دیدے

(37) تصوف کیا ہے؟

تصوف کیا ہے؟ اس کے متعلق بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن سے بے شمار اقوال منقول

ہیں ، کیونکہ ہر ایک نے اپنے مقام و مرتبہ اور حال کے اعتبار سے تصوف کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ ، امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْقَوِی (متوفی ۴۶۵ھ) رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الصَّمَد سے تصوف کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو اپنے ربّ کی مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ جو چاہے اس سے کام لے اور جب حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْھَادِی سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: تصوف یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہ رکھا جائے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، باب التصوف، ص ۳۱۳)

حُصُولِ تصوُّف

حضرتِ سیِّدُنا جُنید بغدادی علیہ رحمۃُ اللہِ الھادی فرماتے ہیں ، ہم نے تصوُّف کو قیل و قال (یعنی بَحْث و مُباحثہ) سے نہیں بلکہ بھوک ، دنیا سے دُوری اور لذّتِ نفسانی کو ترک کر کے حاصِل کیا ہے۔ (سبع سنابل مترجم ص ۲۴۱) (پیٹ کا قفل مدینہ ص ۵۹)

صوفی کون؟

حضرت سیِّدُنا ابو الحسن قناد عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْجَوَّاد سے جب صوفی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے ارشاد فرمایا: صوفی وہ ہوتا ہے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتا ہے۔ (اللمع فی التصوف، ص ۴۶)

شیخ ابو نصر سراج طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْقَوِی مزید ایک قول نقل فرماتے ہیں کہ صوفی وہ لوگ ہیں جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کو خوب پہچانتے ہیں ، اس کے احکام کا علم رکھتے ہیں ، جو کچھ اللہ عَزَّوَجَلَّ

کے علم میں ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ ان سے جو کام لینا چاہتا ہے یہ اس کو پورا کرنے کے لیے ثابت قدمی دکھاتے ہیں، پختہ عمل کی بدولت وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے کچھ پالیتے ہیں اور جو کچھ ملتا ہے اس کی وجہ سے فنا ہو جاتے ہیں اور ایسا ہوتا ہی رہتا ہے کہ ہر پالینے والا آخر کار فنا ہو جایا کرتا ہے۔ (اللمع فی التصوف، ص۴۷)

تصوف کی بنیادی خصوصیات

حضرت سید علی بن عثمان جلابی المعروف حضور داتا گنج بخش ہجویری عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْقَوِی اپنی شہرۂ آفاق کتاب کشف المحجوب کے صفحہ ۳۹ پر سید الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُاللہِ الْھَادِی کا یہ قول نقل فرماتے ہیں کہ تصوف کی بنیادی خصوصیات آٹھ ہیں:

(1)سخاوت (2)رضا (3) صبر (4)اشارہ

(5)غربت (6)گدڑی(لباس)(7)سیاحت (8)فقر۔

یہ آٹھ خصلتیں آٹھ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہیں۔ چنانچہ:

(1)۔۔۔**سخاوت** حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ نے راہِ خدا میں اپنے جگر گوشہ کی قربانی دینے سے بھی گریز نہ کیا۔

(2)۔۔۔**رضا** حضرت سیِّدُنا اسماعیل عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ آپ نے ربّ کی رضا کے لیے اپنی جانِ عزیز کو بھی بارگاہِ خداوندی میں پیش کر دیا۔

(3)۔۔۔**صبر** حضرت سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔

کیونکہ آپ نے بے انتہا مصائب پر صبر کا دامن نہ چھوڑا اور اپنے ربّ کی آزمائش پر ثابت قدم رہے۔

(4)۔۔۔**اشارہ** حضرت سیّدُنا زکریا عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے۔ کیونکہ ربّ تعالیٰ نے ان سے ارشاد فرمایا:

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ(پ۳، ال عمران:۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تین دن تو لوگوں سے بات نہ کرے مگر اشارہ سے۔

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا (۳)(پ۱۶، مریم:۳)

ترجمۂ کنزالایمان: جب اسنے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

(5)۔۔۔**غربت** حضرت سیّدُنا یحییٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے کہ انہوں نے اپنے وطن میں بھی مسافروں کی طرح زندگی بسر کی اور خاندان میں رہتے ہوئے بھی اپنوں سے بیگانہ رہے۔

(6)۔۔۔**گدڑی** (صوف کا لباس) حضرت سیّدُنا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جنہوں نے سب سے پہلے پشمینی لباس زیبِ تن فرمایا۔

(7)۔۔۔**سیاحت** حضرت سیّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی سنت ہے جنہوں نے تنہا زندگی گزاری اور ایک پیالہ و کنگھی کے سوا کچھ بھی پاس نہ رکھا۔ بلکہ ایک مرتبہ کسی کو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر پانی پیتے دیکھا تو پیالہ بھی توڑ دیا اور جب کسی کو دیکھا کہ انگلیوں

سے بالوں میں کنگھی کر رہا ہے تو کنگھی بھی توڑ دی۔

(8)۔۔۔فقر محسنِ کائنات، فخر موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت ہے جنہیں رُوئے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں عنایت فرمائی گئیں مگر آپ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے خدا! میری خواہش تو یہ ہے کہ ایک روز شکم سیر ہوں تو دوروز فاقہ کروں۔(قوۃ القلوب مترجم جلد۔۱۔ص۱۸۔۱۹۔ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

(38) زندگی کی تین قسمیں ہیں

زندگی کی تین قسمیں ہیں:(۱)دنیا میں زندگی۔(۲)دنیوی زندگی۔(۳)دنیا کی زندگی۔

(۱)۔۔۔دنیا میں زندگی ہر مؤمن کو حاصل ہے کہ یہ دنیا میں رہتا ہے دنیا اس میں نہیں رہتی۔

(۲)۔۔۔اور دنیوی زندگی کفار کی ہے کہ دنیا اس کی زندگی بن جاتی ہے۔

(۳)۔۔۔اور دنیا کی زندگی غافل کی ہے کہ دنیا اس کے دل میں اتر جائے۔

جیسے سمندر میں موتی بھی ہے مچھلی بھی اور پانی کی موج و بلبلے بھی، مگر موتی سمندر میں عارضی طور پر ہے پھر وہاں سے نکل کر شاہی تاج میں پہنچتا ہے۔ مچھلی میں پانی سرایت کر گیا کہ پانی سے نکلتے ہی مر جاتی ہے۔ بلبلے کی زندگی عین پانی ہے۔

پس مؤمن دنیا میں موتی کی طرح رہتا ہے۔غافل مچھلی کی طرح رہتا ہے۔اور کافر بلبلے کی طرح رہتا ہے۔(تفسیر نعیمی ج۲ص۳۱۸۔۳۱۹)

(39) علم وحکمت کی باتیں نہ سیکھنے کا وبال

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے حاضرین سے استفسار فرمایا:"جب مریض کو کھانے پینے اور دوا سے روک دیا جائے تو کیا وہ مر نہیں جاتا؟ "لوگوں نے عرض کی:"جی ہاں۔"تو آپ نے فرمایا:"یہی معاملہ دل کا ہے جب اسے تین دن تک علم وحکمت سے روکا جائے تو وہ بھی مر جاتا ہے۔"(لباب الاحیاء، ص ۲۴۔ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں:"حضرت سَیِّدُنا فتح موصلی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے سچ فرمایا کیونکہ دل کی غذا علم وحکمت ہے اور ان دونوں سے دل زندہ رہتا ہے جیسے جسم کی غذا کھانا پینا ہے پس جس نے علم کو نہ پایا اس کا دل بیمار ہے اور اس کی موت یقینی ہے لیکن اسے اس بات کا شعور نہیں ہوتا کیونکہ دنیا میں مشغولیت اس کے احساس کو ختم کر دیتی ہے اور جب موت ان مشاغل کو ختم کر دیتی ہے تو وہ بہت زیادہ تکلیف محسوس کرتا ہے اور اسے بے انتہا افسوس ہوتا ہے اور نبیٔ اَکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کے اس فرمانِ عالیشان سے یہی مراد ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا

ترجمہ:لوگ سوئے ہوئے ہیں جب مر جائیں گے تو بیدار ہو جائیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء، سفیان ثوری، الحدیث ۹۵۷۶، ج۷، ص ۵۴)(لباب الاحیاء ص ۲۴۔۲۵)

(40) نیک لوگوں کی پانچ نشانیاں

حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، نیک بندے کی پانچ نشانیاں ہیں:

(۱)۔۔۔اچّھی صُحبت میں رہتا ہے۔

(۲)۔۔۔زَبان وشرمگاہ کی حِفاظت کرتا ہے۔

(۳)۔۔۔دنیا کی نعمت کو وَبال اور دینی نعمت کو فضلِ ربِّ ذُوالجَلال تصوُّر کرتا ہے

(۴)۔۔۔حلال کھانا بھی اس خوف سے پیٹ بھر کر نہیں کھاتا کہ اس میں کہیں حرام نہ ملا ہوا ہو۔

(۵)۔۔۔اپنے علاوہ سب مسلمانوں کو نَجات یافتہ تصوُّر کرتا اور خود کو گنہگار سمجھتے ہوئے اپنی ہلاکت کا خطرہ محسوس کرتا ہے۔

(اَلمُنَبِّہات لِلعُسْقَلانی بابُ الخَاسی ص۵۹)(پیٹ کا قفلِ مدینہ ص۶۰)

ہائے! حُسنِ عمل نہیں پلّے
حشر میں ہوگا کیا مِرا یا ربّ!
خوف آتا ہے نارِ دوزخ سے
ہو کرم بہرِ مصطَفٰے یا ربّ!

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے

دنیا کی محبت سے لمبی امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔اور لمبی امیدوں سے موت کو بھولنا ہوتا ہے۔اور موت کے بھولنے سے گناہوں کی کثرت ہوتی ہے۔اور گناہوں کی کثرت سے دل سخت ہوتا ہے۔اور دل کی سختی سے خوفِ خدا ختم ہو جاتا ہے۔اور جس کے اندر خوفِ خدا نہیں ہوتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(41)تہترفرقے

حدیث شریف میں ہے۔سَتَفْتَرِقُ أُمَّتِی ثلثًا و سَبْعِیْنَ فِرْقَۃً کُلُّھُمْ فِی النَّارِ اِلّاوَاحِدَۃً (یعنی میری)"یہ امت تہتر فرقے ہو جائے گی ایک فرقہ جنتی ہو گا باقی سب جہنمی "صحابہ نے عرض کی "مَنْ ھُمْ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "وہ ناجی (یعنی نجات پانے والا)فرقہ کون ہے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"۔آپ(صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایامَاانَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی "وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"(یعنی سنت کے پیروکار)دوسری روایت میں" ھُمُ الجماعۃ"وہ جماعت ہے یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں الگ ہوا، اسی وجہ سے اس ناجی فرقہ کا نام اہل سنت وجماعت ہوا۔(بہارِ شریعت جہیز ایڈیشن، حصہ اول،ج۱،ص۴۸ مطبوعہ مکتبہ رضویہ)

امتِ محمدیہ میں کل تہتر فرقے ہیں،اور دراصل یہ سب دس گروہوں سے نکلے ہیں:

(۱)۔۔اہلِ سنت۔(۲)۔۔خارجی۔(۳)۔۔شیعہ۔(۴)۔۔معتزلہ۔(۵)۔۔مرجیہ۔

(۶)۔۔مشبہہ۔(۷)۔۔جہمیہ۔(۸)۔۔ضراریہ۔(۹)۔۔نجاریہ۔(۱۰)۔۔کلابیہ۔

(القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر ص ۱۷۴)

(42)نفس کی تین خرابی

نفس کی تین خرابیاں ہیں:

(۱)۔۔۔ہوس:جب ہوس بڑھ جائے تو انسان میں شیطانیت پیدا کرتی ہے۔پھر ہوس سے حرص۔حسد۔خود پسندی۔نفرت جیسی باطنی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(۲)۔۔۔غضب: جب غضب بڑھ جائے تو انسان میں سبعیت پیدا کرتی ہے۔ غضب سے درندہ صفات۔ لڑائی۔ جھگڑے۔ قتل وغارت۔ قطعِ تعلقات وغیرہ جنم لیتے ہیں۔

(۳)۔۔۔شہوت: جب شہوت بڑھ جائے تو انسان میں بہیمیت پیدا کرتی ہے۔ شہوت سے گناہ میں دلیری، اپنے پرائے کی تمیز کا اٹھ جانا اور قبر و آخرت اور انجامِ کار کو بھول جانا وغیرہ جنم لیتے ہیں۔

اور ان تینوں خرابیوں کا علاج سورۂ فاتحہ کی ابتدائی تین آیات میں موجود ہے چنانچہ:

(۱)۔۔۔ہوس کا علاج سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت میں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ(۱)

ترجمۂ کنزالایمان: سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا

(۲)۔۔۔غضب کا علاج سورۂ فاتحہ کی دوسری آیت میں:

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ(۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بہت مہربان رحمت والا

(۳)۔۔۔شہوت کا علاج سورۂ فاتحہ کی تیسری آیت میں:

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ(۳)

ترجمۂ کنزالایمان: روزِ جزاء کا مالک

(43) چاند پر جانے کا ثبوت قرآن سے

کیا چاند میں کوئی جا سکتا ہے؟ اور جانے والے کون ہوں گے مسلم یا کافر؟ ان سب کا ثبوت قرآن میں موجود ہے چنانچہ:

اللہ تعالی نے انسانوں اور جنات کو آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکلنے کا خود حکم دیا ہے چنانچہ پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن کی آیت نمبر ۳۳ میں ارشاد ہوتا ہے:

یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾

ترجمہ کنزالایمان: اے جن و انسان کے گروہ اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔ (پ ۲۷۔ الرحمٰن ۳۳)

اور ایک دوسری جگہ بھی اس کا بیان موجود ہے، اور مزے کی بات یہ کہ اس سورت میں چاند کی بات چلی رہی ہے۔ چنانچہ پارہ ۳۰ سورۃ الانشقاق کی آیت نمبر ۱۹ اور ۲۰ میں ارشاد ہوتا ہے:

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو مجھے قسم ہے شام کے اجالے کی۔

وَ الَّیْلِ وَ مَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رات کی اور جو چیزیں اس میں جمع ہوتی ہیں۔

وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور چاند کی جب پورا ہو۔

اس آیت کے تحت مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: اور اس کا نور کامل ہو جائے اور یہ ایّامِ بیض یعنی تیرہویں، چودہویں، پندرہویں تاریخوں میں ہوتا ہے۔

نوٹ: اب پتہ نہیں کیا عجب جب لوگ چاند میں گئے ہوں تو تاریخ بھی چاند کی ۱۳۔۱۴ اور ۱۵ ارہی ہو۔

اس کے بعد ارشادِ باری تعالی ہوا:

لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾

ترجمہ کنزالایمان: ضرور تم منزل بہ منزل چڑھو گے۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا ہوا انہیں ایمان نہیں لاتے۔

اس آیت کے تحت مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی تفسیرِ خزائن العرفان میں لکھتے ہیں: یعنی اب ایمان لانے میں کیا عذر ہے باوجود دلائل ظاہر ہونے کے کیوں ایمان نہیں لاتے۔

پس ان آیات سے پتا چلا کہ چاند پر جاسکتے ہیں، اور جو پہلے جائیں گے وہ غیر مسلم ہوں گے، کیونکہ ایمان لانے کی دعوت غیر مسلم کو دی جاتی ہے نہ کہ مسلم کو۔

(44)پتھر پر لکھی ہوئی عبارت

صاحبِ تفسیرِ روح البیان علامہ اسماعیل حقی علیہ رحمۃ اللہ القوی تفسیرِ روح البیان میں لکھتے ہیں: کہ میں نے ایک جگہ پتھر دیکھا جس پر چند سطریں یوں مکتوب تھیں:

(۱)۔۔۔"فَرَحُكَ بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا دَلِيْلٌ عَلٰى بُعْدِكَ مِنَ اللهِ"۔یعنی تیرا دنیا کی کسی شے پر خوش ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تو ابھی اللہ سے دور ہے۔

(۲)۔۔۔"وَ سُكُوْنُكَ اِلٰى مَا فِيْ يَدِكَ دَلِيْلٌ عَلٰى قِلَّةِ ثِقَتِكَ اللهَ"۔یعنی اور تیرا اپنی ملکیت کی چیزوں سے سکون پانا دلیل ہے اس بات کی کہ تجھے اپنے اللہ پر بھروسہ نہیں ہے۔

(۳)۔۔۔"وَ رُجُوْعُكَ اِلَى النَّاسِ فِيْ حَالِ الشِّدَّةِ دَلِيْلٌ عَلٰى اَنَّكَ لَمْ تَعْرِفِ اللهَ"یعنی اور تیرا دکھ کے وقت لوگوں کی طرف رجوع کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ تو نے اپنے رب کو ابھی تک نہیں پہچانا ہے۔(تفسیر روح البیان اردو،ج۲،ص۴۶۔۴۷)

(45)گھر،گھوڑے اور عورت کی نحوست

(۱)۔۔۔گھر کی نحوست: مسجد سے دور ہونا، اذان کی آواز کا نہ آنا، ذکر اللہ کا نہ ہونا۔

(۲)۔۔۔گھوڑے کی نحوست: اڑیل ہونا، سرکش ہونا، سواری نہ کرنے دینا۔

(۳)۔۔۔عورت کی نحوست: بانجھ ہونا، نافرمان ہونا، شوہر سے لڑائی کرنا۔

(مراۃ المناجیح،ج۶،ص۱۹۷)

(46)کامیابی کیاہے؟

کامیابی اوپر ہونے یا اوپر آنے کا نام نہیں، ورنہ سطحِ آب پر تیرنے والی ہر چیز کامیاب ہوتی حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ کامیابی نیچے ہونے میں ہے، کہ موتی سمندر میں نیچے ہوتا ہے اور اوپر کچرا۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

(47)نماز کون نہیں پڑھتا؟

ایک استاد نے اپنے طلبہ سے سوال کیا کہ نماز کون نہیں پڑھتا؟

(۱)۔۔۔ایک طالبِ علم نے جواب دیا: نماز وہ نہیں پڑھتا جو کافر ہو۔

(۲)۔۔۔دوسرے طالبِ علم نے جواب دیا: نماز وہ نہیں پڑھتا جو مر گیا ہو۔

(۳)۔۔۔تیسرے طالبِ علم نے جواب دیا: نماز وہ نہیں پڑھتا جو بالغ نہ ہو۔

(۴)۔۔۔چوتھے طالبِ علم نے جواب دیا: نماز وہ نہیں پڑھتا جو سو رہا ہو۔

استاد نے کہا تم سب نے سچ کہا، نماز وہی پڑھتا ہے جو کافر نہ ہو بلکہ مسلمان ہو، نماز وہی پڑھتا ہے جو زندہ ہو، نماز وہی پڑھتا ہے جو بالغ ہو، نماز وہی پڑھتا ہے جو بیدار ہو۔

(48)حقوق خود بخود ادا ہوگئے

ایک استاد نے کلاس میں موجود تمام طلبہ کے نام کی پرچی لکھ کر ایک ڈبے میں ڈال دی اور کہا: ”آپ لوگوں کو اپنے اپنے نام کی پرچی ایک منٹ کے اندر نکالنی ہے، تمام طلبہ اس کام کے لئے تیار ہوگئے، جوں ہی استاد نے اشارہ کیا تمام طلبہ اس ڈبے کی جانب ٹوٹ پڑے، پر ایک

منٹ گزرنے کے بعد صرف چند ہی اپنے نام کی پرچی نکالنے میں کامیاب ہوئے باقی ناکام رہے۔اس کی وجہ یہ رہی کہ اپنے نام کی پرچی تلاش کرنے کے لئے کئی بار پرچی اٹھانی پڑی۔

یہ دیکھ کر استاد نے کہا: اب دوسری بار آپ کو یہ طریقہ اپنانا ہے کہ جس کو جس کے نام کی پرچی ملے وہ اسے دے دے، اس کام کے لئے بھی آپ کے پاس ایک منٹ ہے، چنانچہ استاد کا اشارہ پاتے ہی سب نے ایک ایک پرچی اٹھائی اور جس کا نام اس پرچی میں لکھا تھا اس کو دے دیا، ایک منٹ سے پہلے ہی تمام طلبہ اپنے اپنے نام کی پرچی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

استاد نے طلبہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: دیکھیئے! جب آپ نے اپنے نام کی پرچی تلاش کرنی چاہی تو کامیاب نہ ہو سکے لیکن جب آپ نے یہ طریقہ اپنایا کہ جس کے نام کی پرچی تھی اسے دے دی تو آپ کامیاب ہو گئے۔اس سے یہ پتا چلا کہ جب آدمی صرف اپنے حق کا مطالبہ کرتا ہے کہ میرے حق پورے کئے جائیں تو کسی کا حق پورا نہیں ہوتا اور جب آدمی دوسرے کے حقوق ادا کرنے لگتا ہے تو اس کا حق خود بخود اس تک پہنچ جاتا ہے۔

لہذا ہمیں اپنی زندگی میں اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے بجائے دوسروں کے حق کی رعایت کرنے کی ضرورت ہے، کہ جب ہم دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں گے تو دوسرے ہمارے حقوق کا بھی خیال رکھیں گے۔

(49)تین عادتیں

تین عادتیں مَردوں میں بُری مگر عورتوں میں اچھی ہیں:

(1)۔۔۔بخل(2)۔۔۔خود پسندی اور(3)۔۔۔بُزدلی۔

وَضاحت:(۱)۔۔۔کیونکہ عورت بخیل(یعنی کنجوس)ہو گی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔

(۲)۔۔۔عورت خود پسند ہو گی تو ہر کسی سے نرم گفتگو ناپسند کرے گی۔جس کی بنا پر برائیوں کے دروازے بند رہیں گے۔

(۳)۔۔۔اور بزدل ہو گی تو ہر شے سے گھبرائے گی،لہٰذا گھر سے باہر نہیں نکلے گی اور اپنے شوہر کے ڈر سے تہمت کی جگہوں سے بچے گی۔" (احیاءالعلوم،2/50)

(50) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نصیحتیں

بدبخت ابنِ ملجم کے زخمی کرنے پر نواسۂ رسول حضرتِ امامِ حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے پیارے ابا جان حضرتِ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے تو حضرتِ علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لختِ جگر سے اِرشاد فرمایا:بیٹا8باتیں یاد رکھنا:

(1)۔۔۔سب سے بڑی دولت "عقلمندی" ہے۔

(2)۔۔۔سب سے بڑی غربت "بے وقوفی" ہے۔

(3)۔۔۔سب سے زیادہ وحشت و گھبراہٹ "تکبر" ہے۔

(4)۔۔۔سب سے زیادہ بزرگی و کرم "خوش اَخلاقی اور اچھا کردار" ہے۔

بیٹا!اِن چار چیزوں سے ہمیشہ بچنا:

(1)۔۔۔بے وقوف کی دوستی سے،اگرچہ وہ نفع پہنچانا چاہتا ہے لیکن آخر کار اس سے تکلیف ہی پہنچتی ہے۔

(2)۔۔۔ جُھوٹے ساتھی سے، کیونکہ وہ قریب کو دور اور دور کو قریب کر دیتا ہے۔

(3)۔۔۔ کنجوس کے ساتھ سے، اِس لیے کہ وہ تم سے ان چیزوں کو چُھڑا دیتا ہے جن کی تمہیں سخت ضرورت ہو۔

(4)۔۔۔ فاجر (یعنی گناہ گار) کی دوستی سے، اس لیے کہ وہ تمہیں تھوڑی چیز کے بدلے بیچ ڈالے گا۔(تاریخ الخلفاء، ص145)

(51)عورت کیا تھی اور اب کیا ہے؟

اسلام سے پہلے عورت کیا تھی؟ پیر کی جوتی تھی، ماں باپ پر بوجھ تھی، خاندان کے لئے ذلت کا باعث سمجھی جاتی تھی، زندہ دفن ہوتی تھی، ترکے میں تقسیم ہوتی تھی۔

اسلام آنے کے بعد اگر عورت ماں ہو تو اس کے پیروں تلے جنت ہے، عورت بیٹی ہو تو ماں باپ کے لئے رحمت ہے، عورت بیوی ہو تو شوہر کی محبت ہے، عورت بہن ہو تو قوم کی عزت ہے۔

عورت کو یہ مقام و مرتبہ کس نے دیا؟ تمہارے رب نے۔ کس نے دلایا یہ مقام؟ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے۔ کس کے ذریعے؟ اسلام کے ذریعے۔

نہ تمہیں جہاد کا حکم، نہ تمہیں با جماعت نماز کا حکم، نہ تمہیں روزی کمانے کی فکر، تمہاری ساری ضروریات کا انتظام رب نے خود کر دیا پھر بھی رب کی نافرمانی۔ اللہ اللہ۔

اسلام کا کیا حکم ہے تمہارے لیے؟ باپردہ رہنے کا، اپنے آپ کو ڈھانپ کے رکھنے کا، اور یہ حکم کس لئے دیا گیا؟ کیونکہ تم قیمتی ہو، تم اللہ کی رحمت ہو، تم اسلام کی بیٹی ہو، تم فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کنیز ہو۔

اور اللہ کی تم پر رحمت کیسی؟ تم بچوں کو دودھ پلاؤ تو اجر پاؤ، تم گھر والوں کو کھانا پکا کر کھلاؤ تو اجر پاؤ، تم شوہر کی تابع دار رہو تو اجر پاؤ، تم رات جاگ کر گھر والوں کی دیکھ بھال کرو تو اجر پاؤ، تم خود سحری آدھی چھوڑ کر باقیوں کو کھلاؤ تو اجر پاؤ، تم اپنے بھائی کا مان رکھو تو اجر پاؤ، تم اپنے باپ کا فخر قائم رکھو تو اجر پاؤ، تم ماں کی تربیت پر عمل کرو تو اجر پاؤ، تم ایک اچھی نسل پیدا کرو تو اجر پاؤ۔

بکریوں کو آزادی دو

اسلام کے تم پر کتنے احسانات ہیں پھر بھی اسلام کے احکامات تمہیں اچھے نہیں لگتے حالانکہ وہ احکامات تمہاری حفاظت وصیانت کے لئے ہیں، اور جو تمہاری طرفداری کرتے ہوئے پردہ کو قید کہہ کر تمہیں بے پردگی کرنے پر اکساتے ہیں ان کی مثال اُن بھوکے بھیڑیوں جیسی ہے جنہوں نے بکریوں کے حق میں جلوس نکالا کہ بکریوں کو آزادی دو، بکریوں کے حقوق مارے جارہے ہیں، اُنہیں گھروں میں قید کرکے رکھا گیا ہے۔ یہ سُن کر بہت سی جوان اور جذباتی بکریاں بھیڑیوں کو اپنا ہمدرد سمجھ بیٹھیں اور ان کی بولی بولنے لگیں، ایک عقلمند بوڑھی بکری نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی کہ بھیڑیئے ہمارے دُشمن ہیں، ان کی باتوں میں مت آؤ! چہار دِیواری میں تمہیں جو تحفظ حاصل ہے آزادی ملتے ہی اسے شدید خطرات لاحق ہوجائیں گے مگر نوجوان

بکریوں نے اس کی ایک نہ سُنی اور اپنے خیر خواہ کو بد خواہ اور بد خواہوں کو خیر خواہ سمجھ کر آزادی آزادی کے نعرے لگانے شروع کر دیئے، مجبوراً مالک نے اُنہیں آزاد کر دیا۔ بکریاں بہت خوش ہوئیں اور اُچھلتی کُودتی چہار دِیواری سے باہر بھاگیں مگر یہ کیا! ابھی تو آزادی کی فضا میں کھل کر سانس بھی نہیں لیا تھا کہ بھیڑیوں نے ہلہ بول کر اُنہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔

(52)چار چیزیں چار کی محتاج ہیں

اَرْدَشِیْر کا قول ہے کہ چار چیزیں چار کی محتاج ہیں: (۱)۔۔۔حسب نسب ادب کا۔ (۲)۔۔۔خوشی امن کی۔(۳)۔۔۔ قرابت ورشتے داری محبت کی۔(۴)۔۔۔ جبکہ عقل تجربے کی محتاج ہے۔(دین ودنیا کی انوکھی باتیں، جلد اول، ص۴۶)

چار چیزیں چار تک پہنچادیتی ہیں

شاہِ فارس نوشیر واں نے کہا: چار چیزیں چار تک پہنچادیتی ہیں:

(۱)۔ عقل ریاست وحکومت تک۔

(۲)۔ اچھی رائے معاملات کے انتظام تک۔

(۳)۔ علم مرتبۂ صدارت تک۔(۴)۔ جبکہ حلم وبرداشت عزت وتوقیر تک۔

(دین ودنیا کی انوکھی باتیں، جلد اول، ص۴۶)

(53)بچوں کی پہچان کا طریقہ قرآن سے

ہسپتال میں ایک روز ڈلیوری کے دو کیس ایک ساتھ آئے۔ایک عورت سے لڑکا پیدا ہوا اور دوسری سے لڑکی، جس رات میں ان دونوں بچوں کی ولادت ہوئی اتفاق سے ڈیوٹی پر مامور ڈاکٹر موقع پر موجود نہیں تھا، دونوں بچوں کی کلائی میں وہ پٹی بھی نہیں باندھی ہوئی تھی

جس پر بچے کی ماں کا نام درج ہوتا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں بچے خلط ملط ہو گئے اور ڈاکٹروں کیلئے یہ شناخت کرنا مشکل ہو گیا کہ کس عورت کا کون سا بچہ ہے حالانکہ ان میں سے ایک لڑکی تھی اور دوسرا لڑکا،ولادت کی نگرانی کرنیوالے ڈاکٹروں کی ٹیم میں ایک مسلمان مصری ڈاکٹر بھی تھا جس کو اپنے فن میں بڑی مہارت حاصل تھی اور امریکن ڈاکٹروں سے اس کی بڑی اچھی شناسائی تھی اور اپنے اسٹاف کے ایک امریکی ڈاکٹر سے گہری دوستی تھی۔ دونوں ڈاکٹرز سخت پریشان تھے کہ اس مشکل کا حل کیسے نکالا جائے؟امریکی غیر مسلم ڈاکٹر نے مصری ڈاکٹر سے کہا کہ تم تو دعویٰ کرتے ہو کہ قرآن ہر چیز کی تبیین و تشریح کرتا ہے اور اس میں ہر طرح کے مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے، اب تم ہی بتاؤ کہ ان میں سے کون سا بچہ کس عورت کا ہے؟مصری ڈاکٹر نے کہا کہ ہاں! قرآن حکیم بے شک ہر معاملے میں نص ہے اور میں اسے آپ کو ثابت کر کے دکھاؤں گا۔ مگر مجھے ذرا موقع دیجئے کہ میں خود پہلے اس معاملے میں اطمینان حاصل کر لوں چنانچہ مصری ڈاکٹر نے باقاعدہ اس مقصد کیلئے مصر کا سفر کیا اور جامع ازہر کے بعض شیوخ سے اس مسئلے میں استفسار کیا اور امریکن دوست ڈاکٹر کے ساتھ کی گئی بات چیت کی روداد بھی پیش کی۔ ازہری عالم نے جواب دیا کہ مجھے طبی معاملات و مسائل میں ادراک حاصل نہیں ہے۔ البتہ میں قرآن کی ایک آیت پڑھتا ہوں۔ آپ اس پر غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ کو اس مسئلے کا حل اس میں مل جائے گا چنانچہ اس عالم نے درج ذیل آیت پڑھ کر سنائی۔ ترجمہ: مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔(النساء11)

مصری ڈاکٹر نے اس آیت میں غور و تدبر شروع کر دیا اور گہرائی میں جانے پر اسے اس مشکل کا حل بالآخر مل ہی گیا۔ چنانچہ وہ لوٹ کر امریکہ آیا اور اپنے دوست ڈاکٹر کو اعتماد بھرے لہجے میں بتایا کہ قرآن نے ثابت کر دیا ہے کہ ان دونوں میں سے کون سا بچہ کس عورت کا ہے۔ امریکن ڈاکٹر نے بڑی حیرت سے پوچھا کہ یہ کس طرح ممکن ہے؟ مصری ڈاکٹر نے کہا کہ ہمیں ان دونوں عورتوں کا دودھ ٹیسٹ کرنے کا موقع دیجئے تو اس معمے کا حل معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ تجزیئے و تحقیق کے نتیجے میں معلوم ہو گیا کہ کون سا بچہ کس عورت کا ہے اور مصری ڈاکٹر نے اپنے غیر مسلم دوست ڈاکٹر کو اس نتیجے سے پورے اعتماد کے ساتھ آگاہ کر دیا۔ ڈاکٹر حیران و ششدر تھا کہ آخر یہ کیسے معلوم ہو گیا؟ مصری ڈاکٹر نے بتایا کہ اس تحقیق و تجزیئے کے نتیجے میں جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ تھی کہ لڑکے کی ماں میں لڑکی کی ماں کے مقابلے میں دوگنا دودھ پایا گیا مزید برآں لڑکے کی ماں کے دودھ میں نمکیات اور وٹامنز (حیاتین) کی مقدار بھی لڑکی کی ماں کے مقابلے میں دوگنی تھی۔ پھر مصری ڈاکٹر نے امریکن ڈاکٹر کے سامنے قرآن کریم کی وہ متعلقہ آیت تلاوت کی (مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے) جس کے ذریعے اس نے اس مشکل کا حل تلاش کیا اور جس عقدے کو حل کرنے میں دونوں ڈاکٹر نہایت پریشان تھے اس کا حل قرآنِ پاک کی ایک آیت میں مل ہی گیا۔ چنانچہ وہ امریکی ڈاکٹر فوراً ایمان لے آیا۔

ایسا ہی ایک واقعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں بھی پیش آیا تھا چودہ سو سال پہلے اسلام نے اس طرح کے پیچیدہ مسائل کو لمحوں میں کس طرح حل کیا تھا اس مقصد کیلئے وہ واقعہ یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں دو عورتوں کی ایک جگہ اور ایک ہی رات میں زچگی ہوئی۔ ایک لڑکا اور دوسری لڑکی تھی، لڑکی والی نے اپنی لڑکی کو لڑکے والی کے جھولے میں ڈال کر لڑکے کو لے لیا۔ لڑکے والی نے کہا کہ لڑکا میرا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ دونوں کے دودھ وزن کیے جائیں جس کا دودھ وزنی ہو گا لڑکا اس کا ہو گا۔

(54)لقمانِ حکیم

حضرت لقمان کی مدح وثناء اور ان کی بعض نصیحتوں کا تذکرہ قرآن میں بڑی عظمت و شان کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور انہی کے نام پر قرآن مجید کی ایک سورت کا نام "سورۂ لقمان" رکھا گیا۔ محمد بن اسحٰق، صاحب مغازی نے ان کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے۔ لقمان بن باعور بن باحور بن تارخ۔ یہ تارخ وہی ہیں جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے والد ہیں اور مؤرخین نے فرمایا کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے اور بعض کا قول ہے کہ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی تھے۔

حضرت لقمان نے ایک ہزار برس کی عمر پائی۔ یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر ان سے علم سیکھا اور حضرت داؤد علیہ السلام کی بعثت سے پہلے آپ بنی اسرائیل کے مفتی تھے۔ مگر جب حضرت داؤد علیہ السلام منصبِ نبوت پر فائز ہو گئے تو آپ نے فتویٰ دینا ترک کر دیا اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت لقمان نے فرمایا ہے کہ میں نے چار ہزار

نبیوں کی خدمت میں حاضری دی ہے۔ اور ان پیغمبروں کے مقدس کلاموں میں سے آٹھ باتوں کو میں نے چن کر یاد کر لیا ہے، جو یہ ہیں:

(۱)۔۔۔جب تم نماز پڑھو تو اپنے دل کی حفاظت کرو۔

(۲)۔۔۔جب تم کھانا کھاؤ تو اپنے حلق کی حفاظت کرو۔

(۳)۔۔۔جب تم کسی غیر کے مکان میں رہو تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کرو۔

(۴)۔۔۔جب تم لوگوں کی مجلس میں رہو تو اپنی زبان کی حفاظت رکھو۔

(۵)۔۔۔اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھو۔

(۶)۔۔۔اپنی موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہا کرو۔

(۷)۔۔۔اپنے احسانوں کو بھلا دو۔

(۸)۔۔۔دوسروں کے ظلم کو فراموش کر دو۔

(عجائب القرآن مع غرائب القرآن ص ۳۵۲)

(55)ساگ اصل میں کیا تھا؟

ساگ اصل میں گھاس تھا ہندوستانیوں نے جب یہ گھاس پکا کر چکھی تو بہت اچھی لگی لیکن کوئی پوچھتا کہ کیا کھایا ہے؟ تو بتاتے ہوئے شرم آتی کہ ہم نے گھاس کھائی ہے چنانچہ کچھ لوگ مل کر ایک عقلمند بوڑھے دادا سے اس کا حل طلب کیا، تو اس نے کچھ دیر غور و فکر کے بعد لفظ گھاس کو الٹ دیا اب اس کا نام ساگھ پڑ گیا۔ پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے "ھ" کو حذف کر دیا گیا تو "ساگ" رہ گیا۔

(56)قرآن عظیم دولت ہے

ایک بوڑھی عورت مسجد کے سامنے بھیک مانگتی تھی۔ ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا آپ کا کوئی بیٹا کمانے کے قابل نہیں ہے؟ بوڑھی عورت نے کہا: ہے۔ پوچھا: تو پھر آپ یہاں کیوں بھیک مانگ رہی ہیں؟ بوڑھی عورت نے جواب دیا: میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے۔ میرا بیٹا نوکری کے لئے بیرون ملک گیا ہے۔ جاتے ہوئے اخراجات کے لئے مجھے کچھ رقم دے کر گیا تھا، وہ خرچ ہو گئی ہے، اسی وجہ سے میں بھیک مانگ رہی ہوں۔ اس شخص نے پوچھا: کیا آپ کا بیٹا آپ کو کچھ نہیں بھیجتا ہے؟ بوڑھی عورت نے کہا: میرا بیٹا ہر ماہ رنگا رنگ کاغذ بھیجتا ہے جسے میں گھر میں دیوار پر چپکا کر دیتی ہوں۔

وہ شخص اس کے گھر گیا اور دیکھا کہ دیوار پر بینک کے 60 ڈراف چسپاں ہیں۔ ہر ڈراف 50،000 روپے کا تھا۔ تعلیم یافتہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ عورت نہیں جانتی تھی کہ اس کے پاس کتنی دولت ہے۔ اس شخص نے اسے ڈراف کی اہمیت سمجھائی تو وہ عورت بہت خوش بھی ہوئی اور حیران بھی ہوئی اور پریشان بھی ہوئی کہ دولت ہوتے ہوئے بھی وہ بھیک مانگتی رہی۔

ہماری حالت بھی اس بوڑھی عورت کی طرح ہے ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم اسے اپنے منہ سے چومتے اور ماتھے پر لگا کر اپنے گھر میں رکھتے ہیں لیکن ہم اس سے اصل فائدہ حاصل نہیں کرتے اور فائدہ صرف اس صورت میں اٹھا سکیں گے جب ہم اسے پڑھیں گے، اس کے معنیٰ اور تفسیر کو سمجھیں گے اور اس کو اپنی عملی زندگی میں نافذ کریں گے۔ تب ہی ان شاءاللہ ہماری دنیا اور اس کے بعد کی زندگی دونوں بہتر ہو گی۔ بہت بڑا خزانہ ہمارے پاس موجود ہے

لیکن ہماری جہالت کی وجہ سے اس میں چھپے انعامات سے آج ہم سب محروم ہیں، اللہ پاک ہم سب کو قرآن پاک کی عظمت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

(57)ہر ضرورت و حاجت پوری ہو

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا(۲) وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نجات کی راہ نکال دے گا۔ اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو۔ (پ۲۸، الطلاق:۳،۲)

حضرت ابو ذر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا "میں ایک آیت جانتا ہوں، اگر تمام لوگ اس پر عمل کریں تو وہ ان کے لئے کافی ہے۔ صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ کون سی آیت ہے؟ ارشاد فرمایا:

"وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا"

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنادے گا۔

(ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الورع والتقوی، الجزء الثانی، ص۱۴۱۱، الحدیث: ۴۲۲۰، مطبعۃ دار احیاء الکتب العربیۃ، قاھرہ)

آیت کا شانِ نزول

حضرت عوف بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے فرزند کو مشرکین نے قید کر لیا تو آپ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرا بیٹا مشرکین نے قید کر لیا ہے اور اسی کے ساتھ اپنی محتاجی و ناداری کی شکایت کی، سرکارِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ڈر رکھو اور صبر کرو اور کثرت سے لَاحَوْلَ وَلَا

قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم پڑھتے رہو، حضرت عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے گھر آکر اپنی زوجہ سے یہ کہا اور دونوں نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا، ابھی وہ پڑھ ہی رہے تھے کہ بیٹے نے دروازہ کھٹکھٹا دیا، ہوا یوں کہ دشمن غافل ہو گیا تھا اور یہ موقع پا کر قید سے بھاگ آیا اور ایک روایت کے مطابق چلتے ہوئے دشمن کے سو اونٹ اور ایک روایت کے مطابق چار ہزار بکریاں بھی ساتھ لے آیا۔ حضرت عوف رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ یہ اونٹ یا بکریاں ان کے لئے حلال ہیں؟ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اجازت دی اور یہ آیت نازل ہوئی۔

(خازن، الطلاق، تحت الآیۃ: ۲، ۴/۲۷۹، مدارک، الطلاق، تحت الآیۃ: ۳، ص ۱۲۵۲، ملتقطاً)

(58)الف لیلٰی کی حقیقت

الف لیلہ یا الف لیلیٰ کہانیوں کی مشہور کتاب جسے خلیفہ ہارون رشید نے آٹھویں صدی عیسوی میں تحریر کروائی اور بعد ازاں ایرانی، مصری اور ترکی قصہ گویوں نے اضافے کئے۔ پورا نام "اَلْفُ لَیْلَۃٍ وَلَیْلَۃٌ" (ایک ہزار ایک رات) ہے۔ بعد میں بگڑتے بگڑتے اَلِفْ لَیْلیٰ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ سمرقند کا ایک بادشاہ شہریار اپنی ملکہ کی بے وفائی سے دل برداشتہ ہو کر عورت ذات سے بد ظن ہو گیا۔ اور اُس نے یہ دستور بنالیا کہ ہر روز ایک نئی شادی کرتا اور دلہن کو رات بھر رکھ کر صبح کو قتل کر دیتا۔ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جس کی وجہ سے عورتوں کی تعداد کم پڑنے لگی، بادشاہ کے وزیر نے بھی اسے رائے دی کہ ایسا کب تک چلے گا اور کوئی شادی کرنے کو

بھی راضی نہیں ہوتی۔ بادشاہ نے اسے کہا تم اس کا بندوبست کرو ورنہ تمہیں بھی قتل کر دیا جائے گا۔ آخر وزیر کی لڑکی شہر زاد نے اپنی صنف کو اس عذاب سے نجات دلانے کا تہیہ کر لیا اور باپ کو بمشکل راضی کر کے بادشاہ سے شادی کر لی۔ بادشاہ شہریار قصے کہانیوں کا بہت شوقین تھا۔ اُس نے رات کے وقت بادشاہ کو ایک کہانی سنانا شروع کی، رات ختم ہو گئی مگر کہانی ختم نہ ہوئی۔ کہانی اتنی دلچسپ تھی کہ بادشاہ نے باقی حصہ سننے کی خاطر وزیر زادی کا قتل ملتوی کر دیا۔ دوسری رات اس نے وہ کہانی ختم کر کے ایک نئی کہانی شروع کر دی، جب کہانی ختم ہونے پہ پہنچتی وہ اسے کل کے لیے ملتوی کر دیتی، اس طرح ایک ہزار ایک رات تک کہانی سناتی رہی۔ اس مدت میں اُس کے دو بچے ہو گئے اور بادشاہ کی بدظنی جاتی رہی۔

(59)تین فطری قوانین

تین فطری قوانین جو کڑوے لیکن حق ہیں:

(۱)۔۔۔پہلا قانون فطرت: ہر چیز بھر جاتی ہے:

اگر کھیت میں دانہ نہ ڈالا جائے تو قدرت اسے گھاس پھوس سے بھر دیتی ہے۔ اسی طرح اگر دماغ کو اچھی فکروں سے نہ بھرا جائے تو کج فکری اسے اپنا مسکن بنا لیتی ہے۔ یعنی اس میں صرف الٹے سیدھے خیالات آتے ہیں اور وہ شیطان کا گھر بن جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔دوسرا قانونِ فطرت: جس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ وہی کچھ بانٹتا ہے:

خوش مزاج انسان خوشیاں بانٹتا ہے۔ غمزدہ انسان غم بانٹتا ہے۔ عالم علم بانٹتا ہے۔ دیندار انسان دین بانٹتا ہے۔ فتنہ پرداز انسان فتنے بانٹتا ہے۔ خوف زدہ انسان خوف بانٹتا ہے۔

(۳)۔۔۔تیسرا قانون فطرت: آپ کو زندگی میں جو کچھ بھی حاصل ہو اسے ہضم کرنا سیکھیں:

اس لئے کہ کھانا ہضم نہ ہونے پر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔مال وثروت ہضم نہ ہونے کی صورت میں فخر و تکبر بڑھتا ہے۔بات ہضم نہ ہونے پر چغلی اور غیبت بڑھتی ہے۔تعریف ہضم نہ ہونے کی صورت میں ریاکاری وغرور میں اضافہ ہوتا ہے۔مذمت کے ہضم نہ ہونے کی وجہ سے دشمنی بڑھتی ہے۔غم ہضم نہ ہونے کی صورت میں مایوسی بڑھتی ہے۔اقتدار اور طاقت ہضم نہ ہونے کی صورت میں خطرات میں اضافہ ہوتا ہے۔

لہذا اپنی زندگی میں ان تینوں چیزوں کا خیال رکھیں۔

(60)لوگوں کو پرکھنے کے اسلوب

کامیاب انسان کے لئے لوگوں کو پرکھنے اور جانچنے کے لئے اسلوب معلوم ہونے چاہئیں،انہیں اسلوبوں میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔۔"کسی کا ظرف دیکھنا ہو تو اس کو عزت دے کر دیکھو" جو اعلیٰ ظرف ہو گا وہ اس عزت کو سنبھال لے گا اور اس کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کی بھی عزت کرے گا۔لیکن اگر وہ کم ظرف ہے تو وہ اس عزت کو اپنا حق سمجھے گا،اور شکریہ ادا کرنے کے بجائے الٹا آپ پر حق جمائے گا۔اور ممکن ہے کہ وہ آپ کو نقصان بھی پہنچائے کیونکہ کم ظرف انسان سب سے پہلے اس کو نقصان پہنچانے کے لئے پلٹتا ہے جس نے اس کو فائدہ پہنچایا ہوتا ہے۔

(۲)۔۔۔"کسی کی فطرت دیکھنی ہو تو اس کو آزادی دے کر دیکھو" جیسے کسی کو گاڑی کی چابی دے دیں، یا اپنے گھر کی چابی دے دیں یا پیسے دے دیں اور اس کے بعد اس کو آزادی دے دیں۔ تو وہ شخص اپنی فطرت (یعنی جو وہ چاہتا ہے) ظاہر کر دے گا یعنی جو اس کے دل میں چھپا ہوا ہے وہ کرنا شروع کر دے گا۔

(۳)۔۔۔"کسی کی نیت دیکھنی ہو تو اسے قرض دے کر دیکھو" کسی کا مخفی ارادہ دیکھنا ہو تو اس کو قرضہ دے دو اگر اچھی نیت والا ہوا تو وقت پر یا وقت سے پہلے ہی قرضہ واپس کر دے گا لیکن جس کی نیت بری ہوئی وہ ٹالتا رہے گا اور قرضہ واپس نہیں کرے گا۔

(۴)۔۔۔"کسی کی خصلت دیکھنی ہو تو اس کے ساتھ کھانا کھا کر دیکھو" یہاں خصلت کا معنی یہ ہے کہ اس شخص کے اندر کیا موجود ہے جیسے سانپ کی خصلت میں ڈسنا ہے۔ ایک گروہ کی شکل میں کھانا کھانے بیٹھو جو اعلیٰ خصلت انسان ہو گا وہ کھانے کا سَروے کرنے میں لگ جائے گا اور اچھا کھانا اور اچھی روٹی سامنے والے کو دے گا۔ جو گھٹیا خصلت انسان ہو گا وہ اچھا کھانا سب سے پہلے اپنے لئے نکال لے گا یا اس کی بھوک اس کے کنٹرول میں نہیں ہو گی۔ وہ دوسروں کو نہیں دیکھتا بس اپنی پلیٹ کو بھرنے میں لگا رہے گا۔

(۵)۔۔۔"کسی کا صبر دیکھنا ہو تو اس پر تنقید کر کے دیکھو" تنقید ایک ایسی چیز ہے جو ہر کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔ ایک اچھے با اخلاق اور ملنسار شخص پر تنقید کر کے دیکھیئے تب پتا چلے گا کہ کیسا اور کتنا با اخلاق بندہ ہے اور ایک بات یہ بھی ہے کہ تنقید کو برداشت نہ کرنے والے

میں صبر نہیں ہوتا، صبر کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ جواب نہ دیں بلکہ وقت اور حالات جواب دیں۔

(٦)۔۔۔"کسی کا خلوص دیکھنا ہو تو اس کو مشورہ دے کر دیکھو" اگر کسی کا اخلاص دیکھنا ہو تو اسے ایسے کام کا مشورہ دو جو وہ کر رہا ہے کہ آپ ایسے نہیں ایسے کر لیں پس اگر وہ کوئی حیلہ بہانہ نہیں کرتا اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کا مشورہ قبول کر لیتا ہے تو جان لیجئے کہ وہ مخلص ہے اور اگر طرح طرح کے حیلے بہانے اور وجہ یہ ہے کہ، میں اس کو اس لئے اس طرح کر رہا ہوں، اس میں زیادہ فائدہ ہے، آپ کا مشورہ درست نہیں ہے، جیسے الفاظ بولے تو سمجھ جاؤ کہ مخلص نہیں ہے بلکہ کچھ اور ہی ہے۔

مجرم کو نہ شرماؤ احباب کفن ڈھک دو
مُنہ دیکھ کے کیا ہو گا پردے میں بھلائی ہے

(٧)۔۔۔"کسی کی کامیابی دیکھنا ہو تو اس کی پابندی دیکھو" اگر کسی کا یہ دیکھنا ہو کہ یہ اپنے اس کام میں کامیاب ہو گا یا نہیں تو اس کام میں اس کی پابندی اور لگن دیکھو، اگر وہ ان چیزوں میں کھرا ہے تو جان لو کہ وہ اپنے کام میں کامیاب ہو گا اور اگر معاملہ اس کے الٹ ہے تو بالآخر ناکامی اس کا مقدر بنے گی۔

ان تمام چیزوں سے ہم اپنا بھی جائزہ لے سکتے ہیں کہ میں کہاں اور کس لیبل پر کھڑا ہوں۔

(61)طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں

حضرت سیّدُنا سہل بن عبد اللہ تستری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”**متوکل** یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ پر **توکل** کرنے والے کی تین علامتیں ہیں:

(۱)۔۔۔وہ کسی سے سوال نہیں کرتا۔

(۲)۔۔۔اگر کوئی دے دے تو اسے رد بھی نہیں کرتا۔

(۳)۔۔۔اور جو لے لے اسے اپنے پاس جمع نہیں کرتا۔“

(رسالۂ قشیریہ، باب التوکل، ص۲۰۰)

منقول ہے کہ سیدی قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی انہی تین علامتوں کو نہایت ہی خوبصورت انداز میں یوں بیان فرمایا کرتے تھے: ”**طمع نہیں، منع نہیں، جمع نہیں۔**“ (سیدی قطب مدینہ، ص۱۲)

یعنی لالچ مت کرو کہ کوئی دے اور اگر کوئی بغیر مانگے دے تو منع مت کرو اور جب لے لو تو جمع مت کرو۔

(62)تاریخِ حکمرانانِ ہندوستان

غوری سلطنت سے نریندر مودی تک

غوری سلطنت: ۱۱۹۳ء سے ۱۲۹۰ء تک۔(دور حکومت 97 سال تقریبا)

(۱)۔۔۔محمد غوری۔1193ء

(۲)۔۔۔قطب الدین ایبک۔1206ء

(۳)۔۔۔آرام شاہ۔1210ء

(۴)۔۔۔التتمش۔1211ء

(۵)۔۔۔رکن الدین فیروز شاہ۔1236ء

(۶)۔۔۔رضیہ سلطان۔1236ء

(۷)۔۔۔معیزالدین بہرام شاہ۔1240ء
(۸)۔۔۔الہ دین مسعود شاہ۔1242ء
(۹)۔۔۔ناصرالدین محمود۔1246ء
(۱۰)۔۔۔غیاث الدین بلبن۔1266ء
(۱۱)۔۔۔رنگ کھشرو۔1286ء
(۱۲)۔۔۔مذدن کے کباد۔1287ء
(۱۳)۔۔۔شمس الدین کے مرس۔1290ء

خلجی سلطنت:۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۰ء تک۔(دور حکومت30سال تقریبا)

(۱)۔۔۔جلال الدین فیروز خلجی۔1290ء
(۲)۔۔۔الہ دین خلجی۔1292ء
(۳)۔۔۔شھاب الدین عمر شاہ۔1316ء
(۴)۔۔۔قطب الدین مبارک شاہ۔1316ء
(۵)۔۔۔ناصرالدین خسرو شاہ۔1320ء

تغلق سلطنت:۱۳۲۰ء سے ۱۴۱۳ء تک۔(دور حکومت94سال تقریبا)

(۱)۔۔۔غیاث الدین تغلق(اول)۔1320ء
(۲)۔۔۔محمد بن تغلق(دوم)۔1325ء
(۳)۔۔۔فیروز شاہ تغلق۔1351ء
(۴)۔۔۔غیاث الدین تغلق(دوم)۔1388ء
(۵)۔۔۔ابو بکر شاہ۔1389ء
(۶)۔۔۔محمد تغلق(سوم)۔1389ء
(۷)۔۔۔الیگزینڈر شاہ(اول)۔1394ء
(۸)۔۔۔ناصرالدین شاہ(دوم)۔1394ء
(۹)۔۔۔نصرت شاہ۔1395ء
(۱۰)۔۔۔ناصرالدین محمد شاہ(دوم)۔1399ء
(۱۱)۔۔۔دولت شاہ۔1413ء

سعید سلطنت:۱۴۱۴ء سے ۱۴۴۵ء تک۔(دور حکومت-37سال تقریبا)

(۱)۔۔۔کھجر خان۔1414ء
(۲)۔۔۔معیزالدین مبارک شاہ(دوم)۔1421ء
(۳)۔۔۔محمد شاہ(چہارم)۔1434ء
(۴)۔۔۔الہ دین عالم شاہ۔1445ء

لودھی سلطنت:۱۴۵۱ء سے ۱۵۱۷ء تک۔(دور حکومت-75سال تقریبا)

(۱)۔۔۔ بھلول لودھی۔1451ء
(۲)۔۔۔ الیگزینڈر لودھی (دوم)۔1489ء
(۳)۔۔۔ ابراہیم لودھی۔1517ء

مغلیہ سلطنت:۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ تک۔(دورِ حکومت ۴ سال تقریباً)

(۱)۔۔۔ ظہیر الدین بابر۔1526ء
(۲)۔۔۔ ہمایوں۔1530ء

سوری سلطنت:۱۵۳۹ء سے ۱۵۵۵ء تک۔(دور حکومت 16 سال تقریبا)

(۱)۔۔۔ شیر شاہ سوری۔1539ء
(۲)۔۔۔ اسلام شاہ سوری۔1545ء
(۳)۔۔۔ محمود شاہ سوری۔1552ء
(۴)۔۔۔ ابراہیم سوری۔1553ء
(۵)۔۔۔ پرویز شاہ سوری۔1554ء
(۶)۔۔۔ مبارک خان سوری۔1554ء
(۷)۔۔۔ الیگزینڈر سوری۔1555ء

مغلیہ سلطنت دوبارہ:۱۵۵۵ء سے ۱۸۳۷ء تک۔(دور حکومت 315 سال تقریبا)

(۱)۔۔۔ ہمایوں (دوبارہ گدی نشین)۔1555ء
(۲)۔۔۔ جلال الدین اکبر۔1556ء
(۳)۔۔۔ جہانگیر سلیم۔1605ء
(۴)۔۔۔ شاہ جہاں۔1628ء
(۵)۔۔۔ اورنگزیب۔1659ء
(۶)۔۔۔ شاہ عالم (اول)۔1707ء
(۷)۔۔۔ بہادر شاہ۔1712ء
(۸)۔۔۔ پھارو کھشیر۔1713ء
(۹)۔۔۔ ریچھد راجت۔1719ء
(۱۰)۔۔۔ ریچھد دولا۔1719ء
(۱۱)۔۔۔ نے کشیار۔1719ء
(۱۲)۔۔۔ محمود شاہ۔1719ء
(۱۳)۔۔۔ احمد شاہ۔1748ء
(۱۴)۔۔۔ عالمگیر۔1754ء
(۱۵)۔۔۔ شاہ عالم۔1759ء
(۱۶)۔۔۔ اکبر شاہ۔1806ء
(۱۷)۔۔۔ بہادر شاہ ظفر۔1837ء

برطانوی راج:۱۸۵۸ءسے ۱۹۴۷ءتک۔(دور حکومت۸۹سال تقریبا)

(۱)۔۔۔لارڈ کیننگ۔1858ء
(۲)۔۔۔لارڈ جیمز بروس یلگن۔1862ء
(۳)۔۔۔لارڈ جھن لورے نش۔1864ء
(۴)۔۔۔لارڈ رچارڈ میو۔1869ء
(۵)۔۔۔لارڈ نورتھبک۔1872ء
(۶)۔۔۔لارڈ ایڈورڈ لٹین۔1876ء
(۷)۔۔۔لارڈ جیورج رپن۔1880ء
(۸)۔۔۔لارڈ ڈفرین۔1884ء
(۹)۔۔۔لارڈ ھنني لے سڈون۔1888ء
(۱۰)۔۔۔لارڈ وکٹر بروس یلگن۔1894ء
(۱۱)۔۔۔لارڈ جیورج کر جھن۔1899ء
(۱۲)۔۔۔لارڈ گلبرٹ منٹو۔1905ء
(۱۳)۔۔۔لارڈ چارلس ھارڈج۔1910ء
(۱۴)۔۔۔لارڈ فریڈرک سے لسپھورڈ۔1916
(15)۔۔۔لارڈ رکس ایچ ک رڈیگ۔1921ء
(۱۶)۔۔۔لارڈ ایڈورڈ ارون۔1926ء
(۱۷)۔۔۔لارڈ پھرمے ن وے لگدن۔1931ء
(۱۸)۔۔۔لارڈ اے لے کجد لنلتھگو۔1936ء
(۱۹)۔۔۔لارڈ ار کبالڈ وے وے ل۔1943ء
(۲۰)۔۔۔لارڈ ماؤنٹ بیٹن۔1947ء

بھارت،وزیرِ اعظم:(دور حکومت سال تقریبا)

(۱)۔۔۔جواہر لال نہرو۔1947ء
(۲)۔۔۔گلزاری لال نندا۔1964ء
(۳)۔۔۔لال بھادر شاستری۔1964ء
(۴)۔۔۔گلزاری لال نندا۔1966ء
(۵)۔۔۔اندرا گاندھی۔1966ء
(۶)۔۔۔مرارجی ڈیسائی۔1977ء
(۷)۔۔۔چرن سنگھ۔1979ء
(۸)۔۔۔اندرا گاندھی۔1980ء
(۹)۔۔۔راجیو گاندھی۔1984ء
(۱۰)۔۔۔وشوناتھ پرتاپسہ۔1989ء
(۱۱)۔۔۔چندر شیکھر۔1990ء
(۱۲)۔۔۔پیوینرسہ راؤ۔1991ء
(۱۳)۔۔۔اٹل بہاری واجپائی۔1992ء
(14)۔۔۔چڈیدے گوڑا۔1996ء

(۱۵)۔۔۔دیل کے گجرال۔1997ء
(16)۔۔۔اٹل بہاری واجپائی۔1998ء
(۱۷)۔۔۔منموھن سنگھ۔2004ء
(18)۔۔۔نریندر مودی۔2014ء
(۱۹)۔۔۔نریندر مودی۔2019ء

ہندوستان میں 764 سالوں تک مسلم بادشاہت رہی اور ہندوں کو اب تک ۷۰ سال ہوئے ہیں۔

(63)استاد کیا چاہتا ہے؟

دنیا کا ہر فردِ بشر اپنے مفاد اور بھلائی کے لئے ہی کام کرتا ہے مگر دنیا میں بسنے والا ایک طبقہ ایسا بھی ہے جس کو اپنی کم لوگوں کی، قوم کی، ملک کی زیادہ فکر ہوتی ہے، اور وہ کون ہے؟ دیکھئے:

(۱)۔۔۔ڈاکٹر چاہتا ہے کہ ہر شخص مریض ہو۔
(۲)۔۔۔وکیل کی خواہش ہوتی ہے کہ ہر شخص جھگڑالو ہو۔
(۳)۔۔۔پولیس والا چاہتا ہے کہ ہر شخص مجرم ہو۔
(۴)۔۔۔ٹھیکیدار چاہتا ہے کہ ہر شخص مزدور ہو۔
(۵)۔۔۔شراب بیچنے والا چاہتا ہے کہ ہر شخص شرابی ہو۔
(۶)۔۔۔سیاسی لیڈر چاہتا ہے کہ ہر شخص بھولا بھالا ہو۔
(۷)۔۔۔جھولا چھاپ عامل چاہتا ہے کہ ہر شخص بھوت پریت اور جادو ٹونے کا شکار ہو۔

لیکن استاد ہی ایک وہ شخص ہے جس کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی ہے کہ قوم کا ہر شخص تعلیم یافتہ ہو اور زندگی میں کامیاب و کامران ہو، نیز خود کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان، اپنے ملک بلکہ پوری انسانیت کی بھلائی چاہنے والا ہو۔

استاد کی انہی خوبیوں کی وجہ سے ہمارے اسلاف اپنے استاد کا نہایت ادب و احترام کیا کرتے تھے جیسا کہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے:

اُستاد کا احترام

حضرتِ سیّدُنا امام مَعْمر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرتِ سیّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو فرماتے سنا کہ میں حضرتِ سیّدُنا عُروہ بن زُبَیر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے دروازے پر آکر بیٹھ جاتا پھر لوٹ جاتا لیکن اندر داخل نہ ہوتا۔ اگر میں داخل ہونا چاہتا تو ضرور داخل ہو جاتا لیکن میں ان کے عزت و احترام کی وجہ سے لوٹ جاتا۔

(اللہ والوں کی باتیں، ج۳ص۵۱۰)

اُستاد کی خدمت

حضرتِ سیّدُنا امام مالک عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْخَالِق بیان کرتے ہیں کہ حضرتِ سیّدُنا امام زُہری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں حضرتِ سیّدُنا عُبَیْدُاللہ بن عبداللہ بن عتبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی خدمت کرتا رہتا اور جب درِدولت پر حاضر ہوتا تو آپ کی خادمہ دروازے پر آتی آپ پوچھتے کون ہے؟ تو باندی عرض کرتی: آپ کا غلام اَعْمَش ہے۔ یعنی وہ مجھے آپ کا غلام سمجھتی، میں ان کی خدمت میں مصروف رہتا حتّٰی کہ ان کے وضو کے لئے پانی بھر کر بھی لاتا۔ (اللہ والوں کی باتیں، ج۳ص۵۱۰)

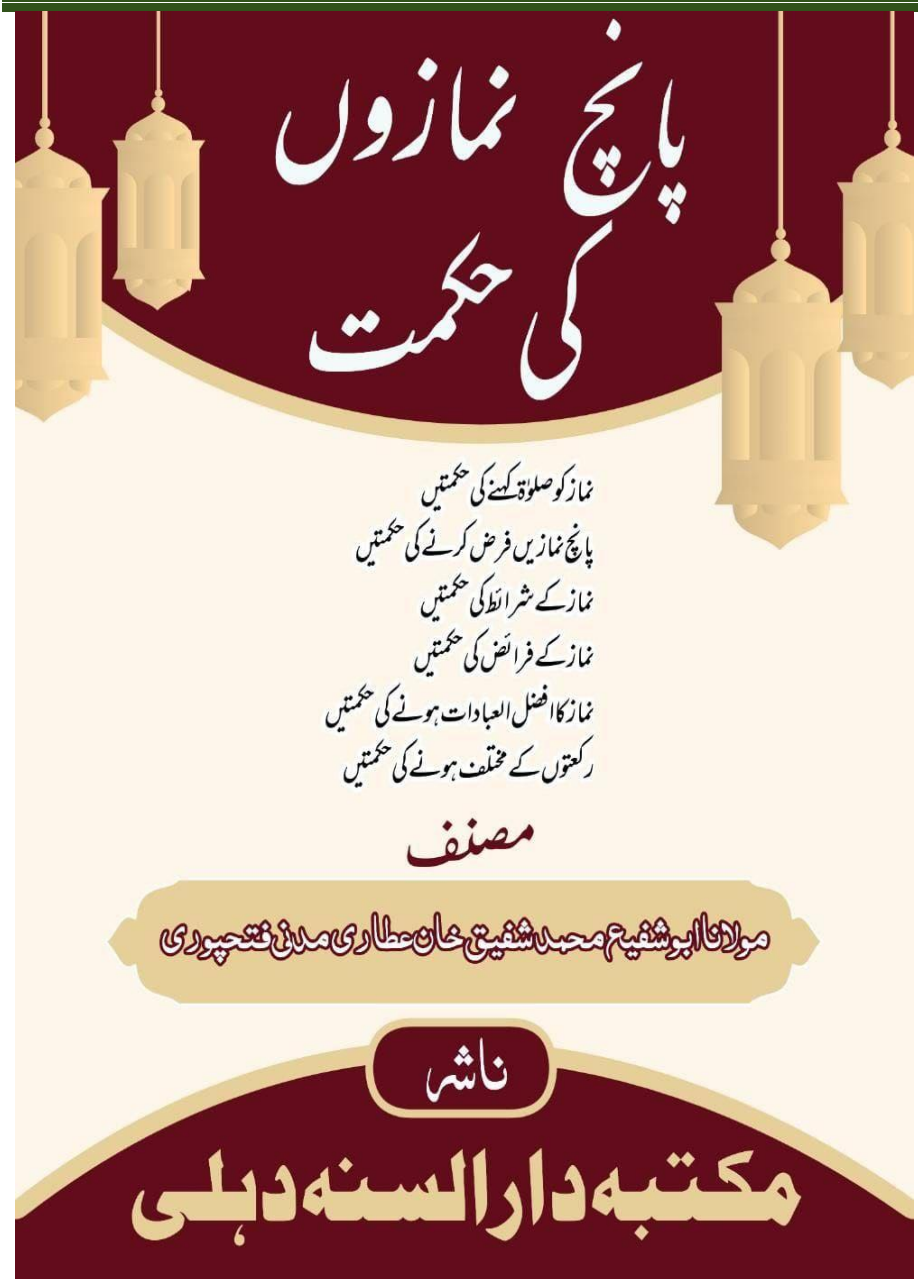
پانچ نمازوں کی حکمت
نماز کو صلوٰۃ کہنے کی حکمتیں
پانچ نمازیں فرض کرنے کی حکمتیں
نماز کے شرائط کی حکمتیں
نماز کے فرائض کی حکمتیں
نماز کا افضل العبادات ہونے کی حکمتیں
رکعتوں کے مختلف ہونے کی حکمتیں
مصنف
مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری
ناشر
مکتبہ دارالسنہ دہلی

مصنف کی کتابوں کا تعارف

مصنف کی اردو کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	اردو	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	اردو	423
3	میری سنت میری امت	اردو	231
4	کیا حال ہے؟	اردو	220
5	موت کے وقت	اردو	282
6	عقائد کی حکمتیں	اردو	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	اردو	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	اردو	276
9	قصور کس کا؟	اردو	64
10	نصاب مسائلِ نماز	اردو	80
11	آسان فرض علوم	اردو	696
12	آسان خطباتِ محرم	اردو	720
13	اعلیٰ حضرت کا چرچا رہے گا	اردو	32

14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	اردو	165
15	محمد اور احمد کے راز	اردو	160
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	اردو	276
17	چاند کی گواہی	اردو	64
18	قربانی کی تاریخ اور حکمتیں	اردو	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	اردو	176
20	شعبان اور شبِ براءت	اردو	50
21	قرآنی سورتوں کے مضامین	اردو	435
22	خطباتِ شفیقی جلد اول	اردو	477
23	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد اول	اردو	464
24	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد دوم	اردو	382
25	خطباتِ مصطفائی و شفیقی جلد سوم	اردو	382
26	تدریس کے 26 طریقے	اردو	400
27	رفیق التدریس	اردو	376
28	تاریخ ساز شخصیت بننے کے فارمولے	اردو	135
29	فیضانِ قرآن کورس	اردو	256
30	فیضانِ شریعت کورس	اردو	700

31	چندہ کرنے کے 19 فارمولے	اردو	160
32	مافعل اللہ بک؟	اردو	288
33	تنظیمی نصاب وبیانات	اردو	528
34	امتِ محمدیہ کے سوالات اور ان کے قرنی جوابات	اردو	145
35	درود کی حکمتیں	اردو	98
36	شفیق المصباح شرح مراح الارواح	اردو	402
37	شفیقیہ شرح الاربعین النوویہ	اردو	190
38	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو اول	اردو	200
39	شفیق النحو لحل خلاصۃ النحو دوم	اردو	200
40	القول الاظہر شرح الفقہ الاکبر	اردو	192
41	شارق الفلاح شرح نور الایضاح	اردو	717
42	خلیلیہ شرح مناظرہ رشیدیہ	اردو	300
43	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد اول	اردو	372
44	کلام الوقایہ (اردو شرح) شرح الوقایہ جلد دوم	اردو	390
45	صرف کے دلچسپ سوالات	اردو	375
46	ختمِ قرآن کی فضیلت اور مسائل	اردو	32
47	گلشنِ وظائف	اردو	64

48	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	اردو	592
49	فتحپور سیکری کی تاریخ	اردو	208
50	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	اردو	64
51	آگرہ کی تاریخ	اردو	400
52	آگرہ کے مقدس مقامات	اردو	160
53	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	اردو	208
54	افتخارِ نقیہ المعروف فرزندانِ آگرہ	اردو	300
55	تذکرِ وصال المعروف اولیاء کا وصال در مہینہ وسال	اردو	514
56	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	اردو	200
57	حرفوں کے راز	اردو	160
58	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
59	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
60	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	اردو	164
61	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	اردو	125
62	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	اردو	400
63	تسلیم التوقیت	اردو	200
64	انوارِ فلکیات	اردو	200

65	فیضانِ تقویم	اردو	200
66	صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی عظمت	اردو	43
67	صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	57
68	فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
69	عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
70	مولی علی رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	69
71	فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت	اردو	73
72	امامِ حسن رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	50
73	امامِ حسین رضی اللہ عنہ کی سیرت	اردو	60
74	آسان اسلامی عقائد	اردو	163
75	عقائد اور دلائل	اردو	140
76	بدعت اور تقلید	اردو	48
77	تہتر فرقوں کا تعارف	اردو	37
78	انوارِ طہارت	اردو	76
79	تحفۂ نماز	اردو	272
80	میت سے تدفین تک	اردو	60
81	روزے کے احکام و مسائل	اردو	40

82	نورِ زکوۃ	اردو	40
83	دستورِ نکاح اور طلاق	اردو	92
84	قسم اور سزاؤں کا بیان	اردو	45
85	63 انوکھی معلومات	اردو	126
86	63 انوکھے سوالات	اردو	72
87	63 انوکھے چٹکلے	اردو	48
88	63 انوکھی پہیلیاں	اردو	42
89	63 انوکھی حکمتیں	اردو	117
90	63 انوکھی حکایات	اردو	158

مصنف کی ہندی کتابیں

ش	کتاب کا نام	زبان	صفحات
1	دینِ اسلام کی خوبیاں	ہندی	80
2	اسرار الایمان فی حقائق الارکان	ہندی	423
3	میری سنت میری امت	ہندی	231
4	کیا حال ہے؟	ہندی	220
5	موت کے وقت	ہندی	282

6	عقائد کی حکمتیں	ہندی	153
7	پانچ نمازوں کی حکمت	ہندی	152
8	سب سے پہلے سب سے آخر	ہندی	276
9	قصور کس کا؟	ہندی	64
10	آسان حنفی نماز	ہندی	96
11	آسان فرض علوم	ہندی	696
12	مختصر اسلامی ہسٹری	ہندی	720
13	اعلی حضرت کا چرچا رہے گا	ہندی	32
14	عیدِ میلاد النبی ﷺ کیوں اور کیسے؟	ہندی	165
15	محمد اور احمد کے راز	ہندی	128
16	مدینہ جانا کیوں ضروری ہے؟	ہندی	276
17	چاند کی گواہی	ہندی	64
18	قربانی کی ہسٹری اور حکمتیں	ہندی	112
19	آنکھوں کا تارا نامِ محمد ﷺ	ہندی	160
20	شعبان اور شبِ براءت	ہندی	50
21	آگرہ کے 283 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	640
22	فتحپور سیکری کی ہسٹری	ہندی	208

23	آگرہ کی ہسٹری	ہندی	400
24	ہندوستان کو مسلم بادشاہوں کے تحفے	ہندی	208
25	سرتاجِ آگرہ اور 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
26	تاج گنج کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
27	لوہامنڈی کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
28	ہینگ کی منڈی ونائی کی منڈی کے 17 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
29	سکندرہ اور اطراف کے 14 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
30	سرائے خواجہ اور اطراف کے 6 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
31	شاہ گنج اور اطراف کے 13 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
32	بیلن گنج اور اطراف کے 29 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	64
33	نئی بستی اور دیوان خانہ کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	48
34	قبرستان پیر گیلانی کے 5 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
35	قبرستان پنچ کوئیاں کے 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
36	آگرہ کے غوث اور 8 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
37	جمنا پار آگرہ کے 12 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
38	مرزا خاندان کے 4 اولیائے کرام کی سیرت	ہندی	32
39	آگرہ کے مقدس مقامات	ہندی	160

40	شیخ سلیم چشتی کی سیرت	ہندی	64
41	کامیاب کاروبار کرنے کے 63 فارمولے	ہندی	200
42	اہلِ بیت کی پیاری سیرت	ہندی	400
43	گلشنِ وظائف	ہندی	64
44	حجِ افراد کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
45	حجِ تمتع کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
46	حجِ قران کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	164
47	عمرہ کرنے کا آسان طریقہ	ہندی	125

شانِ آگرہ حضرت مولانا ابو شفیع محمد شفیق خان عطاری مدنی فتحپوری

کی کل تصنیفات 137 ہو چکی ہیں الحمد للہ علی احسانہ

کتابوں کی PDF ڈاون لوڈ کرنے کے لیے اس QR Code کو Scan کیجیئے